ما در دو جہاں غیر خدا یار نداریم

ویحق اللّٰہ الحق بکلماتہ ولو کرہ المجرمون

سنیوں اور شیعوں کے مابین روڈو چیدھڑ کے چک میں

مذہبی مباحثہ

معروف بہ

فتوحات خمسہ

جسمیں لقمان الحکمۃ والدین قامع البدعۃ والملحدین سید الواعظین والمناظرین جناب مولانا مولوی

حکیم محمد قطب الدین صاحب

سند و تمغہ یافتہ طبیہ کالج دہلی

نے سمجھدار مسلمانوں پر روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے کہ علماء شیعہ درحقیقت عالم نہیں ہوتے۔
صرف ذاکر ہی ذاکر اور خوش آواز گویئے ہوتے ہیں۔ قرآن حدیث سے ناواقف محض۔ اور ستار
کے استاد ہوتے ہیں

مرتبہ ابو محمد سعید حکیم مولوی محمد یار خلف سید المرتاضین عمدۃ الواصلین صوفی مولوی
محمد عبد الکریم مرحوم مغفور

الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ میں برائے مطبع خضر مجتبائی ملتان شہر طبع ہوا
ملنے کا پتہ: ڈاکخانہ موچی والی چک نمبر ۲۳۲ ضلع جھنگ مولوی فتح محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

روڈو چدہڑ کے چک میں جو مناظرہ شیعوں اور سنیوں کے مابین منعقد ہوا تھا جس میں سنیوں کی طرف سے مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب (سند و تمغہ یافتہ طبیہ کالج دہلی) اور شیعوں کی طرف سے مولوی فیض محمد صاحب جہلمی مناظر مقرر تھے۔ میں اس کی پوری تفصیل عرض کرتا ہوں کہ سامعین کو حقیقت اور اصلیت سے پوری واقفیت ہو جائے۔ اور سمجھ لیں کہ دونوں میں سے حق پر کون تھا۔

چک مذکور کے چند زمیندار مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو بغرض وعظ اپنے چک میں لے گئے جمعہ کا دن تھا آپ نے وعظ فرمایا۔ وعظ کے بعد چند شیعوں کو مجمع عام میں مسلمان کیا۔ اور مذہب شیعہ سے ان کو توبہ کرائی کہ ان شیعوں اور سنیوں میں ایک عرصہ سے ناچاقی اور کشیدگی چلی آتی تھی۔ شیعوں کے تائب ہو جانے سے وہ تمام کشیدگیاں رفع ہو گئیں۔ شام کے بعد ایک شیعہ نے مولوی صاحب سے کہا۔ کہ آج وعظ میں آپ نے فرمایا ہے۔ کہ شیعہ مذہب میں بھی رسول خدا کی چار بیٹیاں ہیں۔ یہ ہم نہیں مانتے۔ شیعہ مذہب میں رسول خدا کی ایک ہی لڑکی ہے۔ جو جناب امیر علیہ السلام کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ خاتون جنت کے سوا رسول خدا کی اور کوئی لڑکی نہیں۔ جن تین بیٹیوں کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ ربیبہ ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول خدا اپنی سگی بیٹیاں امتیوں کو بیاہ دے وغیرہ وغیرہ۔

بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ اور رات کا بہت سا حصہ اسی کشمکش اور دھینگا

دھانگی میں گزر گیا۔ اخیر یہ قرار پایا کہ ان مسائل پر ایک مناظرہ ہونا چاہیئے۔ صبح سویرے مسائل مناظرہ لکھے گئے۔ فریقین کے دستخط اور انگوٹھے ثبت کئے گئے۔ چند شرطیں بھی مختصر طور پر معرض تحریر میں آئیں۔

مسائل مجوزہ یہ ہیں (۱) مولوی قطب الدین صاحب شیعوں کی کتابوں سے ثابت کرینگے کہ رسول خدا کی چار بیٹیاں تھیں۔ اور چاروں جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس اور رسول خدا کے نطفۂ اطہر سے تھیں۔ چاروں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ اور شیعہ مولوی ان کا ربیبہ ہونا ثابت کرے گا :۔

(۲) مولوی قطب الدین صاحب ثابت کریں گے کہ شیعہ مذہب میں سیّد زادیوں کا نکاح ہر مسلمان کیساتھ ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی قوم کا ہو۔ اور شیعہ مولوی اس کی نفی کرے گا :۔

(۳) مولوی قطب الدین صاحب کتب شیعہ سے ثابت کریں گے کہ یاراں امام اہلسنت والجماعت تھے۔ اور شیعہ مولوی کتب اہل سنت وجماعت سے ان کا شیعہ ہونا ثابت کرے گا

(۴) مولوی قطب الدین صاحب کتب شیعہ سے ثابت کرینگے کہ ابتدائے آفرینش میں آدم علیہ السلام کے لڑکوں کا نکاح اپنی سگی بہنوں کے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ اور شیعہ مولوی اس کی نفی کریگا :۔

(۵) مولوی قطب الدین صاحب کتب شیعہ سے ثابت کریں گے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی دو سگی بیٹیوں نے یعنی جناب سیدہ فاطمہؓ اور جناب سیدہ سکینہؓ نے بیوہ ہونے کے بعد جناب امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے دو حقیقی پوتوں سے نکاح کیا۔ نیز جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جناب خیر النساء فاطمۃ الزہرا کو فدک نہ دینے میں حق بجانب تھے۔ اور شیعہ مولوی ان کے برخلاف ثبوت بہم پہنچائیگا :۔

مناظرہ پچیس ستمبر ۱۹۲۵ء کو ہوگا :۔

جس فریق کا مناظر مقررہ تاریخ پر موجود نہ ہوگا تو وہ ہرجانہ کے طور پر اپنے فریق مخالف

کو یک صد روپیہ ادا کریگا:۔

علی ہذا القیاس جس فریق کا مناظر اپنے مدعا کو نہ ثابت کرسکیگا۔ تو اس وقت بھی وہ اپنے مقابل فریق کو یکصد روپیہ تاوان کے طور پر ادا کریگا:۔

منصف کا تقرر:۔ اور درخواست وغیرہ کا دینا یہ سب دونوں فریقوں کے ذمے ہوگا۔ وغیرہ

اتنے امور طے ہو جانے کے بعد شیعوں نے کہا کہ ایک مسئلہ اور بڑھانا چاہیئے وہ یہ کہ شیعہ مولوی قرآن کریم سے ثابت کریگا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو بیبیاں حضرت عائشہ اور حضرت حفظہ منافقہ تھیں۔ اور مولوی قطب الدین صاحب ان کا مومن ہونا ثابت کریں گے:۔

پچیس ستمبر سے دو چار روز پہلے فریقین کے دو معتبر آدمی تھانہ میں گئے۔ اور تھانہ سے صدر جھنگ گئے:۔

ان دنوں پولیس دسہرہ کے انتظام میں مصروف تھی۔ کپتان صاحب نے فرمایا کہ اس تاریخ کو میں تمہارے مباحثے میں انتظام اور قیام امن کی کوئی کارروائی نہیں کرسکتا۔ تمہارے علاقہ کا سب انسپکٹر بھی کسی دوسرے مقام پر سرگرم انتظام ہے۔ لہٰذا تم بجائے ۲۵ ستمبر کے ۱۲ اکتوبر ۲۵ء مناظرہ کی تاریخ مقرر کرلو۔ امید ہے کہ خاطر خواہ انتظام ہوجائیگا۔ چنانچہ اس تاریخ کا اعلان کردیا گیا:۔

چونکہ وقت تنگ تھا۔ لوگوں کو تبدیل تاریخ سے آگاہ کرنیکا موقعہ نہ مل سکا اور نہ جناب مولوی محمد قطب الدین صاحب کو کسی نے تبدیل تاریخ سے مطلع کیا۔ لہٰذا مولوی صاحب ممدوح ۲۵ ستمبر کو صبح سویرے مع اپنی کتابوں اور سامان مناظرہ کے مقام مناظرہ چک روڈو میں پہنچ گئے۔ آپ کی بدولت لوگوں کا مجمع کثیر ہوگیا۔ بہت سے مولوی صاحبان بھی اکٹھے ہوگئے جمعہ کا دن تھا مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور نماز سے فارغ ہوکر وعظ فرمایا۔ لوگوں کو شیعہ مذہب کے کفریات اور گندگیوں سے خوب واقف فرمایا۔ آخر عصر کے وقت مجمع

منتشر ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے :-

اس میں شک نہیں کہ فریقین کو انتخاب حَکم میں بہت بڑی دقت ہوئی ہے۔ فریقین نے کئی ایک حکم منتخب کئے مگر جب ان سے عرض کیا گیا کہ آپ ہمارے مباحثہ کے حَکم مقرر ہوئے ہیں تو کوئی نہ کوئی عذر کر کے حکم بننے سے صاف انکار کر دیا :

پھر پادری صاحب گوجرہ نے (جو عربیۃ سے خوب واقف ہیں اور چند مناظرات میں حَکم بھی مقرر ہو چکے ہیں)، فرمایا کہ میں نے ۱۲ اکتوبر کو ایک نکاح پڑھنا ہے میں مجبور ہوں۔ اس تاریخ کو میں نہیں پہنچ سکتا :-

چھوٹے پادری صاحب نے (جو اچھی لیاقت کے انسان ہیں)، فرمایا کہ میں اپنے اعتقاد میں شیعوں کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور شیعہ مذہب کو ایک خانہ ساز مذہب اعتقاد کرتا ہوں ممکن ہے کہ مجھ سے زیادہ دیانتداری کے ساتھ فیصلہ نہ ہو سکے۔ حَکم کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ طبعاً اور اعتقاداً کسی فریق کی طرف مائل نہ ہو :-

کسی حَکم میں فریقین نے جانب داری کے آثار محسوس کئے اور کسی کو لیاقت محدود ہونیکی وجہ سے چھوڑ دیا گیا۔ صدر جھنگ کے ہندو لیڈروں کو بھی انہی چند مجبوریوں کی وجہ سے حکم نہ بنایا گیا :-

آخر الامر فریقین کی باہمی رضامندی سے پادری مسٹر محمد حسین سکنہ چک عیسائیان متصل گوجرہ کو حکم مقرر کیا گیا۔ آپ قرآن سے بھی کسی قدر واقف معلوم ہوتے تھے۔ گیارہ اکتوبر کو پہلے مولوی نظام الدین صاحب ملتانی وزیر آبادی چک مذکور میں تشریف لائے جو انجمن محرم جھنگ کے توسط سے بلائے گئے تھے اور دو گھنٹہ بعد تقریباً گیارہ بجے کے قریب مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب بھی آ گئے۔ شیعہ مولوی صاحبان مولوی علی محمد نو مسلم چنڈوی اور ڈاکٹر نور حسین نو مسلم جھنگی اور مولوی فیض محمد جیلمی نو اکتوبر کو پہلے وہاں پہنچے ہوئے تھے :-

گیارہ اکتوبر کو باتفاق فریقین دو امر طے ہو گئے۔ ایک یہ کہ صبح آٹھ بجے مناظرہ شروع کیا جائے۔ دوسرا یہ کہ حافظ محمد دین کو منصف کی طرف بھیجا جائے تاکہ وہ ۱۰ بجے سے پہلے

پادری صاحب کو لیکر میدان مناظرہ میں پہنچ جائیں :-

چنانچہ فریقین نے ایک رقعہ لکھکر حافظ محمد دین کو دیا اور کہا کہ پادری محمد حسین صاحب کو لانا تمہارے ذمہ ہے آٹھ بجے صبح سے قبل پادری صاحب یہاں پہنچ جائیں :-

حافظ صاحب پادری صاحب کی طرف چلا گیا۔ صبح نو بجے کے قریب حافظ صاحب پادری صاحب کو لیکر میدان مناظرہ میں پہنچ گیا۔ پادری صاحب کیساتھ سات آٹھ عیسائی اور بھی تھے :-

پادری صاحب کے آنے سے پہلے لوگ میدان مناظرہ میں جمع تھے ازدحام کثیر کے باعث پاؤں رکھنے کی جگہ نہ تھی تین ہزار کے قریب مجمع تھا۔ سو کے قریب شیعے تھے باقی سب اہل سنت والجماعت تھے سنی سائبان کے نیچے تھے۔ شیعہ کیکروں کی چھاؤں میں کھڑے تھے۔ میزیں کرسیاں لگی ہوئی تھیں میزوں پر کتابیں قرینے سے دھری تھیں۔ اور کرسیوں پر مولوی صاحبان رونق افروز تھے :-

جس وقت پادری صاحب میدان مناظرہ میں آ گئے تو ڈاکٹر نور حسین جھنگی نے جھٹ سوالات کا ایک پرچہ آپ کے ہاتھ میں دیدیا اور کہا کہ ان سوالات پر بحث ہو گی۔ آپ نے اُسے لے لیا۔ اور اپنے پاس رکھ لیا۔

پادری صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں دستور کے مطابق پہلے حاضرین کا شکریہ ادا کیا پھر فرمایا کہ میں اس مباحثہ میں حکم مقرر کیا گیا ہوں۔ میرے پاس فریقین کا ایک رقعہ پہنچا ہے جس پر ہر دو فریق کے انگوٹھے ثبت ہیں۔ رقعہ کے ساتھ ایک اور پرچہ بھی ہے جس پر وہ مسائل مرقوم ہیں جن پر آج کے دن بحث ہو گی۔ غالباً چھ مسئلے ہیں۔ اللہ کے نام سے ان کو شروع کیا گیا ہے آپ نے وہ تمام مسائل کچھ خود پڑھکر اور کچھ پڑھوا کر حاضرین کو سنائے :-

پادری صاحب نے مناظرہ کرنیوالے مولویوں کے نام دریافت کئے اور پوچھا کہ اہل سنة وجماعة کی طرف سے کون صاحب مناظرہ کریں گے اور شیعوں کی طرف سے کون صاحب۔ آپکو نام بتایا گیا اور تعارف بھی کرایا گیا۔

اس وقت ڈاکٹر نور حسین اور چند شیعوں نے شور مچا دیا کہ ہم ان مسائل پر بحث نہیں کرتے

جن کا ذکر آپ کر رہے ہیں ہم تو ان سوالات پر بحث کریں گے جن سوالات کا پرچہ ہم نے آپ کے ہاتھ میں دیا ہے جس میں کفر و اسلام کی بحث - ایمان ثلاثہ وغیرہ سوالات درج ہیں۔

پادری صاحب نے فرمایا کہ رقعہ کے ساتھ فریقین نے جو پرچہ مسائل زیر بحث کا میرے پاس بھیجا ہے وہ یہ ہے جس کو اس وقت میں ہاتھ میں تھامے ہوئے ہوں - پادری صاحب نے اس وقت اونچا ہاتھ کر کے وہ کاغذ تمام حاضرین کو دکھایا۔ اس پرچہ کے سوا فریقین نے اور پرچہ میرے پاس نہیں بھیجا۔ اس پرچہ میں فریقین کے دستخط اور انگوٹھے بھی ثبت ہیں۔ پہلا مسئلہ دختران نبی کے متعلق ہے۔ دوسرا کفو کا مسئلہ ہے تیسرا ائمہ کرام کے مذہب اور مشرب کے متعلق ہے۔ چوتھا مسئلہ نسل آدم علیہ السلام کا ہے کہ کیونکر شروع ہوئی۔ پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی دو سگی بیٹیاں امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے دو حقیقی پوتوں کے گھر تھیں۔ اس نمبر میں مسئلہ فدک بھی ہے چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ شیعہ مولوی صاحب قرآن سے ثابت کرے گا کہ رسول خدا کی دو بیبیاں منافقہ تھیں۔ یہ چھ مسئلہ ہیں۔ میں انہی چھ مسئلوں میں حکم مقرر کیا گیا ہوں۔ جن سوالات کا تم لوگ ذکر کرتے ہو وہ اس پرچہ میں مذکور نہیں ہیں۔ جو فریقین نے اتفاق سے میرے پاس بھیجا ہے تو میں کیسے سمجھوں کہ یہ پانچ سوالات جو آپ نے دیئے ہیں فریقین کی رائے سے تجویز کیے گئے ہیں:۔

شیعوں نے شدت اصرار کیا تھا کہدیا کہ ہم ان چھ مسائل پر ہرگز بحث نہیں کرتے۔ اگر مولوی قطب الدین صاحب کو بحث کرنا منظور ہے تو جو ہم نے سوالات پیش کیے ہیں ان پر بحث کرلے۔ ورنہ جو مسائل پادری صاحب کے پاس لکھ کر بھیجے گئے ہیں۔ ہم ان مسائل پر ہرگز بحث نہیں کرتے:۔

پادری صاحب نے پھر فرمایا کہ میں انہی چھ مسائل میں حکم اور منصف قرار دیا گیا ہوں۔ اگر فریقین کے دونوں مولوی ان مسائل پر مباحثہ کریں تو میں دیانتداری کے ساتھ فیصلہ کرنیکو تیار ہوں۔ اور اگر فریقین کے مولوی ان مسائل ستہ پر بحث نہ کریں تو میرا جواب ہے

میں آپ لوگوں کا حکم بننا پسند نہیں کرتا اور میں اسیوقت واپس چلا جاتا ہوں :۔

مولوی فیض محمد شیعہ نے جواب میں کہا کہ یہ آپ کی مرضی ۔ ہم ان مسائل مذکورہ بالا پر قطعاً بحث نہیں کرتے ۔ اگر مولوی قطب الدین کو ہمارے ساتھ بحث کرنا منظور ہے تو جو سوالات اس وقت ہم نے آپ کے پیش کیئے ہیں ان سوالات پر مولوی صاحب بحث کرے ۔

ان سوالات میں کا پہلا سوال یہ ہے کہ مولوی قطب الدین نے ہم تمام شیعوں کو کفر کا فتوی دیا ہے اور مسلمانوں کو کافر کہنا خود کفر ہے ۔ پہلے مولویصاحب اپنا اسلام ثابت کرے پھر مباحثہ کرے :۔

مولانا مولوی قطب الدین صاحب نے اٹھکر بیان فرمایا کہ میں اپنا اسلام تو تب ثابت کروں جب میں فتوی کفر شیعہ میں حق بجانب نہ ثابت ہوں ۔ اور اگر فتوی میں میں حق بجانب ثابت ہو جاؤں تو پھر مجھے اپنے اسلام ثابت کرنیکی کیا ضرورت ہے ۔ میں بمنتہٰ مسلمان ہوں جناب پادری صاحب آپ مجھے ایک آدھ گھنٹہ تقریر کرنیکی اجازت دیں کہ میں شیعوں کے کفریات بیان کر دوں اور مجمع عام میں وہ تمام باتیں عرض کر دوں جنکے باعث میں نے اس فرقہ کو کافر لکھا ہے اگر ان باتوں سے شیعے کافر ثابت ہو جائیں تو پھر مجھے اپنے اسلام ثابت کرنیکی تکلیف نہ دیجائے ۔ اور اگر شیعے ان باتوں سے کافر ثابت نہ ہوں تو البتہ میں اپنا اسلام ثابت کرونگا :۔

اس کے علاوہ مباحثات ہمیشہ مذہبی مسائل پر ہوا کرتے ہیں کسی فریق کو یہ کہنا کہ تم اپنا اسلام ثابت کرو یہ ذات پر حملہ ہے ۔ کوئی مذہبی مسئلہ نہیں ۔ اگر یہ لوگ مباحثہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں اور مقررہ مسائل پر بحث نہیں کرتے تو صاف لفظوں میں کیوں نہیں کہہ دیتے اس کے علاوہ صرف میں نے ہی ان کو کفر کا فتوی نہیں دیا ۔ دنیا ئے جہاں کے عالموں نے ان شیعوں کو کافر لکھا ہے ۔ بہت سی معتبر اور مستند کتابوں میں ان کو کافر بتایا گیا ہے ۔ مثلاً ترمذی شریف ۔ شرح مسلم شریف ۔ مرقات ۔ لمعات ۔ فتاوی عالمگیری

کرامات عزیزی۔ درمختار۔ شامی۔ فتح القدیر۔ فتاوی ظہیریہ۔ خلاصہ۔ قنیہ۔ جامع الرموز۔ نور الانوار۔ فتاوی مولوی عبدالحی لکھنوی۔ فتاوی امدادیہ وغیرہ وغیرہ

پھر اس کے علاوہ اہل سنت کے جلیل القدر افراد نے شیعوں کو کافر لکھا ہے۔ میں متفرد نہیں ہوں میں نے اپنے مذہب کی معتبر و مستند کتابوں سے یہ فتویٰ لکھکر شائع کیا ہے۔ اور بعد از استفسار و استفتار شائع کیا ہے۔ بلا ضرورت از خود شائع بھی نہیں کیا۔ پھر مشاہیر علماء نے اس فتویٰ پر دستخط فرمائے ہیں۔ ہاں اگر اہل سنت و جماعت کی مستند و معتبر کتابوں میں شیعوں کو مسلمان لکھا گیا ہو اور میں نے اپنے اجتہاد سے شیعوں کو کافر لکھدیا ہو تو میرا قصور ہے۔ تکفیر شیعہ میں میں متفرد نہیں ہوں۔ اس لئے اثبات اسلام کی مجھے کوئی ضرورت نہیں :۔

مگر شیعوں کی اس دھینگا دھانگی اور بحثا بحثی اور انکار و اصرار میں تقریباً ڈیڑہ گھنٹہ وقت چلا گیا۔ مولوی فیض محمد شیعہ یہی کہتا رہا کہ میں صرف انہی سوالات پر بحث کرونگا۔ جو ہم نے لکھکر پادری صاحب کو دیئے ہیں۔ پرچہ سوالات کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ کہ سب سے پہلے ان کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ اور نیچے مولوی قطب الدین صاحب کے دستخط بھی ہیں :۔

اور پادری صاحب یہی فرماتے رہے۔ کہ جن مسائل کا پرچہ مجھے بھیجا گیا ہے میں تو انہی مسائل میں حکم ہوں گا ان تمہارے سوالات میں میں حکم نہیں بنتا۔ اگر ان سوالات پر آپ کو بحث کرنا ضروری تھی تو یہی سوالات میری طرف بھیجدیتے دوسرا پرچہ نہ بھجواتے۔ چونکہ آپ لوگوں نے ان سوالات کا پرچہ میری طرف نہیں بھیجا۔ لہذا اگرچہ اس پر مولوی قطب الدین کے دستخط بھی ہیں تو بھی میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ میدان مناظرہ میں مقرر شدہ مسئلوں سے انکار کرنا اور ان کے سوا چند دوسرے مسائل کا پیش کردینا حقیقت میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ لوگ مناظرہ نہیں کرنا چاہتے۔

پادری صاحب نے مولانا مولوی قطب الدین صاحب سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اس پرچہ پر آپنے دستخط کئے ہیں۔ جو ان لوگوں نے اس وقت مجھے دیا ہے ؟

مولانا صاحب نے فرمایا کہ مناظرہ مقرر ہو جانے کے چندرہ روز بعد سید گل حسین غلامی گوڑیانہ شیعہ۔ سردار سندرانہ اور حافظ محمد دین سنیوں کو ساتھ لیکر میرے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ڈاکٹر نور حسین جھنگی نے ہمیں یہ پرچہ دیا ہے اس پر پانچ سوالات ہیں اور کہا ہے۔ کہ پہلے ان پر بحث ہونی چاہئے آپ سابقہ چھ مسئلے منسوخ کر کے لکھدیں کہ میں ان سوالات پر بحث کرونگا۔

مَیں نے کہا مَیں نہیں لکھ دیتا۔ اور نہ میں ان سوالات پر بحث کرتا ہوں۔ وعظ میں انہی چھ مسئلوں پر شیعے معترض ہوئے تھے۔ لہذا مناسب ہے کہ پہلے وہ چھ مسئلے صاف ہو جائیں۔ گل حسین اور غلامی کی طرف سے اصرار ہوتا رہا اور میں برابر انکار کرتا رہا۔

ہاں ان مسائل کے تصفیہ کے بعد کسی اور تاریخ کو میں تمہارے ان سوالات پر بھی بحث کرنیکو تیار ہوں۔ مگر سردست نہیں۔ سردست یہی چھ مسئلے لازم البحث ہیں۔ تمہاری عاطر اتنا کرتا ہوں کہ ان تمہارے پانچ سوالات میں کا پہلا سوال جو فریقین کے کفر اور اسلام کے متعلق ہے۔ اس کو میں شامل بحث کر لیتا ہوں۔ پھر مسائل مبحوثہ کی تعداد بجائے چھ کے سات ہو جائیگی۔ یہ لوگ اس بات پر راضی ہو گئے :۔

پھر ان شیعوں نے ایک اور شوشہ چھوڑا اور کہنے لگے کہ مقرر شدہ مسئلوں میں سے جو یہ مسئلہ آپ نے لکھا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی دو سگی بیٹیاں جناب امیرالمومنین امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے دو حقیقی پوتوں کے گھر میں تھیں اس مسئلے کو بحث سے خارج کر دیں۔ اس مسئلہ پر ہم لوگ مجمع عام میں بحث کرنا پسند نہیں کرتے :۔

میں نے کہا یہی مسئلہ تو فیصلہ کی جڑ ہے۔ جب لوگ سن لیں گے۔ تو سید الشہدا جناب امام حسین علیہ السلام کی دو بیٹیاں امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتوں کے گھر تھیں تو سمجھ جائیں گے کہ اصحاب ثلاثہ اور ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں شیر و شکر تھے میں اس مسئلہ کو ہرگز بحث سے خارج نہیں کرتا۔

لیکن مجھے سخت مجبور کیا گیا۔ منت سماجت اور دوسرے دو سنیوں کی سفارش سے مجھ سے منوایا گیا کہ میں مباحثہ کے دن اس مسئلہ پر بحث نہیں کرونگا:۔

پھر شیعوں نے کہا کہ آپ جب تک اس ہمارے پرچہ سوالات پر دستخط نہیں کریں گے ہمیں اطمینان نہیں ہوگا۔ کہ آپ نے واقعی ہمارے سوال کو ان چھ مسئلوں کیساتھ شامل کر کے واجب البحث تسلیم کرلیا ہے۔ آپ اس پرچے پر دستخط کردیں۔ میں نے دستخط کردیئے اور ایک الگ کاغذ پر بھی یہ تمام ماجرا لکھکر انکے حوالے کیا کہ اس طرح یہ لوگ میرے پاس آئے اور اس طرح ان لوگوں نے مجھ سے تقاضے اور مطالبے کئے اور اس طرح میں نے مجبور ہو کر اقرار کیا:۔

پادری صاحب نے جب مولانا صاحب سے یہ تقریر سنی تو شیعہ مولویوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کم سے کم اپنے سوالات تین کا پہلا سوال تو لکھکر میری طرف بھیجدیتے تاکہ میں سمجھ جاتا کہ فریقین نے جس طرح مجھے ان چھ مسئلوں میں حکم مقرر کیا ہے اسی طرح اس ایک سوال میں بھی مجھے حکم مقرر کرتے ہیں۔ نہ آپ نے اپنے تمام سوالات بھیجے۔ اور نہ ان سوالوں میں سے پہلا سوال نقل کر کے بھیجا۔ لہذا میں مکرر کہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ ان مسائل میں مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو کریئے ورنہ میں تمہارا حکم بننا پسند نہیں کرتا:۔

شیعہ مولویوں نے کہا کہ جناب پادری صاحب جس پرچہ کے مسائل پر آپ بحث کرانا چاہتے ہیں اس پر ہمارے دستخط نہیں ہیں:۔

پادری صاحب نے فرمایا اگر آپ کے دستخط نہیں تو غلامی کوڑیانہ کا انگوٹھا ثبت ہے تم لوگ بوقت تحریر مسائل موجود نہ تھے تاکہ آپ کے دستخط کرائے جاتے؟

شیعہ مولویوں نے کہا خدا جانے غلامی کوڑیانہ کا انگوٹھا ہے یا کسی اور کا! یہ بھی احتمال ہے کہ اجعلی ہو:۔

تب جناب سب انسپکٹر صاحب شیخ عبدالحمید خالصاحب نے غلامی کوڑیانہ کو بلایا اور کہا کہ کیا تو نے یہ انگوٹھا نہیں لگایا؟ غلامی نے جیسا کہ ان کو اپنے مولویوں نے سمجھایا

ہوا تھا۔ جھٹ سے کہدیا کہ خباب میں نے یہ انگوٹھا نہیں لگایا۔ تھانیدار صاحب نے دھمکایا پھر غصے ہو کر فرمایا کہ اگر تو نے انگوٹھا نہیں لگایا تھا تو کپتان صاحب کو درخواست دینے کیوں گیا ہے۔ تب غلامی نے مان لیا کہ ہاں یہ میرا انگوٹھا ہے

پادری صاحب نے جب سمجھا کہ شیعے دراصل باتیں بنا رہے ہیں اور بحث سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کاغذ مولوی فیض محمد شیعہ مناظر کو دیا اور ایک مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو دیا اور کہا کہ لکھو ایمان کسے کہتے ہیں اور اسلام کسے کہتے ہیں۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے لکھدیا کہ الایمان هو الاقرار والتصدیق والاسلام هو التسلیم و کا نقیلاد ایمان کہتے ہیں خدا کو وحدہ لاشریک لہ اعتقاد کرنا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول خدا اعتقاد کرنا۔ ملائکہ۔ کتب سماویہ۔ رسل اللہ کو برحق اعتقاد کرنا۔ بعث بعد الموت۔ والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی۔ اصحاب بدر۔ اصحاب احد۔ اصحاب بیعۃ الرضوان مہاجرین والفصار کو مومن کامل اعتقاد کرنا۔ اسلام کہتے ہیں۔ خدا کے احکام پر اظہار رضامندی کرنا۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ ادا کرنا وغیرہ وغیرہ

مولوی فیض محمد شیعہ نے کہا ایمان کہتے ہیں توحید۔ نبوۃ۔ امامتہ۔ قیامت اور اسلام کہتے ہیں نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکواۃ۔

یہ دونوں پرچے پڑھکر مجمع عام میں سنا دیئے گئے۔ مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے مولوی فیض محمد شیعہ کی تحریر پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ وقت بہت ضائع ہو چکا تھا۔ اعتراض کرنے سے تضیع اوقات کا احتمال تھا۔ اور شیعے عمداً تضیع اوقات کر رہے تھے۔ مولانا صاحب نے سمجھا کہ اگر خارج از بحث اعتراضات نئی بحث چھڑ گئی تو اصل مسئلوں پر بحث رہ جائیگی۔ اس لئے آپ نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

مگر جب مولانا صاحب کی تحریر سنائی گئی تو مولوی فیض محمد نے اٹھکر کہا کہ اصحاب کو مومن اعتقاد کرنا ایمان میں داخل نہیں ہے۔ اور نہ آجتک کسی نے اصحاب کے ایمان کو مفہوم

ایمان میں داخل کیا ہے۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل امن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ و قالوا سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر ترجمہ کرنے کے بعد مولوی فیض محمد نے کہا کہ دیکھو یہاں ایمان اصحاب کا کوئی ذکر نہیں۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے اٹھکر فرمایا کہ یہ ایمان کی تعریف نہیں۔ عقل کے ناخن لو یہ اخبار از ایمان ہے۔ اللہ عزوجل اپنے رسول اور مومنون کے ایمان کی خبر دیتا ہے۔ نہ کہ ایمان کی تعریف کر رہا ہے:۔

پھر مولوی فیض محمد نے اٹھکر مشکوۃ شریف کی پہلی حدیث کا ترجمہ کرنا شروع کیا ابتدائی دو سطروں کا ترجمہ کرنے کے بعد آپنے بعینہ حدیث کو عربی عبارت میں پڑھنا شروع کیا جب کہا وقال یا محمد اخبرنی عن الاسلام" تو اخبرنی، کو ماضی کا صیغہ پڑھا یعنے حرف یاء و راء دونوں پر زبر جڑ دی حالانکہ یہ امر کا صیغہ ہے۔ مولانا صاحب نے للکارا اور فرمایا کیا پڑھتے ہو ابھی بر تے یہ بتایا یا نی یہ امر کا صیغہ ہے ماضی کا صیغہ نہیں حرف باء پر زیر اور راء پر سکون پڑہو۔

پہلے تو مولوی فیض محمد نے نہ مانا مگر کسیقدر غور کرنے کے بعد سمجھ لیا کہ واقعی یہ امر کا صیغہ ہے پھر اس کو درست کرکے آگے پڑھنا شروع کیا قال الاسلام ان تشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ وتقیم الصلوۃ و توتی الزکوۃ" جب توتی الزکوۃ پر پہنچے تو حرف یاء کو مفتوح نہ کیا بلکہ یاء کو گرا کر ت کو ز کیساتھ وصل کر دیا۔ مولوی صاحب نے پھر روکا اور فرمایا ہوش کر غلط پڑھ رہا ہے ی پر زبر ہے۔

مولوی فیض محمد ان دو غلطیوں کے باعث بہت خراب ہوئے مگر بیحیائی کے قربان جائیے آپ بھی کسی ایسی نڈر قوم سے تعلق رکھتے تھے کہ ٹس سے مس تک نہ ہوئے:۔

مولانا صاحب نے اس حدیث کا مختصر جواب دیا کہ ایمان اور اسلام کی تعریف جو نبی نے

کی ہے وہ اس کے منافی نہیں۔ رہا اصحاب کبار کے ایمان کا اعتقاد سو اس کے متعلق میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ اصحاب رسول کے ایمان کا انکار کرنا قرآن پاک کا انکار کرنا ہے جن لوگوں کے ایمان کی اللہ نے قرآن میں شہادت دی ہے اگر کوئی شخص ان کو کافر کہے وہ نہ مومن ہے اور نہ مسلم بلکہ کافر ہے۔ اسی طرح جن لوگوں کے کفر کی اللہ نے اپنی مقدس کتاب میں خبر دی ہے مثلاً فرعون۔ ہامان۔ شداد۔ شیطان وغیرہ اگر کوئی صوم وصلوٰۃ کا پابند۔ مکہ معظمہ کا حاجی ان لوگوں کو ایماندار اعتقاد کرے۔ تو وہ بھی کافر ہے مسلمان نہیں۔ اس لئے میں نے ایمان صحابہ کو جزو ایمان قرار دیا ہے:۔

آغاز مباحثہ اور مسائل ستہ پر گفتگو

اتنے میں تقریباً گیارہ ساڑھے گیارہ ہو گئے۔ شیعے بار بار یہی کہتے کہ مولوی قطب الدین پہلے اپنا اسلام ثابت کرے تب مباحثہ شروع کیا جائیگا۔ نیز ہم ان مسائل پر گفتگو کرنا نہیں چاہتے جو پادری صاحب کے پاس ہیں ہم اپنے پیش کردہ پانچ سوالات پر ہی بحث کریں گے:۔

مگر پادری صاحب نے مولوی قطب الدین صاحب کو فرمایا کہ آپ دختران نبی کی ابوبیتہ ثابت کریں۔ مولانا صاحب نے اٹھتے ہی حاضرین کو واضح تقریر کیا کہ پہلے مسئلہ کا مطلب سمجھایا کہ میں شیعوں کی کتابوں سے ثابت کروں گا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار بیٹیاں تھیں اور وہ چاروں آپس میں سگی بہنیں تھیں۔ چاروں جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اقدس سے تھیں۔ چاروں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نطفۂ اطہر سے تھیں۔ اور مولوی فیض محمد شیعہ میرا مد مقابل کتب اہلسنت وجماعت سے ثابت کرے گا کہ رسول خدا کی ایک بیٹی تھی اور باقی تین ربیبہ تھیں:۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کی تقریر ارابعۃ دختران نبی پر

سنئے حیوۃ القلوب جلد دوم کے صفحہ ۵۹ پر ہے "وخدیجہ خدا او را رحمت کند از من طاہر و مطہر را بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود۔ وقاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از و بہم رسید" (ترجمہ) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا خدیجہ رض پر رحم فرماوے کہ جس سے میرا بیٹا طاہر اور مطہر پیدا ہوا جو عبد اللہ تھا پھر قاسم پیدا ہوا پھر اس سے میری چار بیٹیاں رقیہ رض۔ فاطمہ رض زینب۔ ام کلثوم پیدا ہوئیں انتہی۔ حاضرین! یہ شیعوں کی ایک معتبر اور مستند کتاب ہے ملا محمد باقر مجلسی اس کتاب کے مصنف ہیں جو شیعوں کے مانے ہوئے مجتہد ہیں اور اس حدیث کے راوی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں :۔

پھر اسی حیوۃ القلوب جلد ۲ کے صفحہ ۷۱۸ پر ہے "بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب" (ترجمہ) سند معتبر کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ سے رسول خدا کی اولاد طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم اور رقیہ اور زینب پیدا ہوئی انتہیٰ۔ حاضرین اس حدیث کے راوی بھی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں :۔

پھر اسی کتاب کے اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ "از برائے حضرت رسول متولد شدند از خدیجہ قاسم و طاہر و نام طاہر عبد اللہ بود و ام کلثوم و رقیہ و زینب و فاطمہ" (ترجمہ) ابن بابویہ نے سند معتبر کیساتھ روایت کیا ہے کہ رسول خدا کی اولاد خدیجہ سے پیدا ہوئی قاسم اور طاہر۔ اور طاہر کا نام عبد اللہ تھا۔ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب اور فاطمہ انتہی :۔

اور اسی حیوۃ القلوب جلد ۲ کے صفحہ ۷۱۹ پر مُلّا محمد باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ بعض علماء کا اعتقاد ہے کہ رقیہ اور ام کلثوم رسول خدا کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں۔ خدیجۃ الکبریٰ کے کسی دوسرے شوہر سے تھیں۔ رسول خدا نے صرف ان کی پرورش کی ہے۔ اور بعض کا اعتقاد ہے کہ یہ دونوں خدیجۃ الکبریٰ کی بھانجیاں تھیں مگر "بر نفی ایں دو قول روایات معتبرہ دلالت میکند" لکھتے ہیں کہ یہ دونو قول مردود اور غلط ہیں۔ ان کے غلط ہونے پر معتبر روائتیں دلالت کرتی ہیں۔

ناظرین! غور کریں مُلّا محمد باقر مجلسی نے رقیہ اور ام کلثوم کے ربیبہ ہونے کی تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ دونوں اور زینب اور فاطمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی بیٹیاں تھیں۔

اور اصول کافی کے صفحہ ۲۷۸ پر محمد یعقوب کلینی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں "وتزوج خدیجۃ وھو ابن بضع وعشرین سنۃ فولد لہ منہا قبل مبعثہ القاسم ورقیۃ وزینب وام کلثوم وولد لہ بعد المبعث الطیب والطاہر والفاطمۃ علیہا السلام (ترجمہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند سال اوپر بیس سال کے تھے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کو نکاح کیا۔ بنوۃ سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ سے قاسم اور رقیہ اور زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئے اور بعد از بنوۃ طیب اور طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئے انتہی

اس روایت کے راوی امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ اور اصول کافی شیعوں کی نہایت معتبر اور مستند کتاب ہے۔ محمد کلینی اس کتاب کے آخیر میں صفحہ ۹۶۹ پر لکھتا ہے کہ اس میری کتاب کو امام مہدی علیہ السلام آخر الزمان نے دیکھا اور پسند فرمایا۔ "ان ھذا الکتاب عرض علی القائم علیہ السلام فاستحسنہ" صفحہ ۹۶۴ میری کتاب امام مہدی علیہ السلام کے سامنے پیش کی گئی اور آپ نے اسے پسند فرمایا۔ انتہی

جس کتاب کو امام مہدی علیہ السلام پسند فرمائیں۔ وہ باقی گیارہ اماموں کے نزدیک بھی پسندیدہ ہوگی اور جس کتاب کو بارہ امام پسند فرمائیں وہ خدا اور رسول خدا کے نزدیک بھی یقیناً مستحسن اور پسندیدہ ہوگی یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ امام مہدی ایک کتاب کو پسند فرمائیں اور خدا اور خدا کے رسول اور باقی گیارہ امام اس کو ناپسند فرمائیں اور غیر مستحسن خیال کریں:

جب ایسی معتبر کتاب میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ثابت ہو گیا کہ رسول خدا کی واقعی چار بیٹیاں تھیں۔ اور چاروں جناب خدیجۃ الکبریٰ کے بطن اقدس سے تھیں۔ تو کیا اس کے برخلاف اعتقاد کرنیوالے کا اعتقاد صحیح ہو سکتا ہے ہرگز نہیں

مولانا مولوی صاحب یہاں تک پہنچے تھے کہ گھنٹی ہو گئی اور وقت ختم ہو جانیکے باعث مولانا صاحب بیٹھ گئے

مولوی فیض محمد رشید اُٹھے اور راگنی میں قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

النبی اولے بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم واولوالارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب الله من المومنین والمهاجرین اور کہنے لگے کہ اللہ قرآن پاک میں ازواج نبی کو مومنوں کی مائیں فرماتا ہے جب رسول کی بیبیاں مومنوں کی مائیں ہوئیں تو ان میں سے جتنی بیٹیاں پیدا ہونگی وہ مومنوں کی بہنیں ہونگی۔ اور بھائیوں اور بہنوں کا آپس میں نکاح ہو نہیں ہو سکتا اس لئے ماننا پڑیگا کہ رسول خدا کی کوئی بیٹی نہ تھی:۔

جب قرآن سے ثابت ہو گیا کہ رسول خدا کی بیٹیاں نہ تھیں تو مولوی قطب الدین نے جتنی حدیثیں پڑھی ہیں وہ قرآن کے مقابلہ میں حجت نہیں ہو سکتیں۔ خود اسی اصول کافی میں ہے۔ کہ جب کوئی حدیث قرآن کے خلاف ثابت ہو تو اسے پھینک دو اور چھوڑ دو وہ قرآن کے مقابلہ میں ناقابل عمل ہے:۔

پھر مولوی قطب الدین صاحب اٹھے اور فرمانے لگے کہ پہلے میں اس آیت کا ترجمہ کرتا ہوں تاکہ حاضرین کو آیت کے ترجمہ سے واقفیت ہو جائے۔ بعد میں بتلاؤنگا کہ اس آیت سے

دختران نبی کی نفی نہیں ثابت ہوتی۔ اور یہ آیت دختران نبی کی نفی میں وارد ہوئی ہے۔

(ترجمہ) پیغمبر مسلمانوں پر خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں (اور وہ مسلمانوں کے باپ کی جگہ ہیں) اور پیغمبر کی بیبیاں (ادب اور تعظیم میں) ان کی مائیں ہیں اور رشتے دار کتاب اللہ کی رو سے (تمام) مسلمانوں اور مہاجروں سے بڑھکر ایک کے حق دار ایک ہیں۔ انتہیٰ (ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب)

ازواج نبی کو جو مومنوں کی مائیں کہا گیا ہے تو صرف ادب اور تعظیم میں مائیں کہا گیا ہے نہ یہ کہ وہ مومنوں کی حقیقی مائیں ہیں کیونکہ بقول مولوی فیض محمد اگر ازواج نبی کو مومنوں کی حقیقی مائیں مان لیا جائے اور انکی بیٹیوں کو مومنوں کی حقیقی بہنیں سمجھ لیا جائے تو اس میں شک نہیں کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ بھی مومن ہیں لہٰذا جناب خدیجۃ الکبریٰ حضرت علیؑ کی حقیقی ماں اور حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء حضرت علی کی رشتہ میں سگی بہن ہو جائیگی اور بہن اور بھائی کا آپس میں نکاح کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم الآیۃ تو لازم آتا ہے کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ اور جناب سیدۃ النساء چونکہ آپس میں بہن بھائی ہیں۔ لہٰذا ان کا نکاح بھی (عیاذاً باللہ) بقول مولوی فیض محمد حرام ہو۔

غور کرو کہ یہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے شان پاک میں کتنی بڑی گستاخی اور بیحیائی ہے شیعوں کو ایسی گستاخیاں ہضم ہو جاتی ہیں۔

پھر دوازدہ آئمہ کے سلسلہ نسب پر ایک شرمناک حملہ ہے (خدا کی پناہ) کیونکہ کہا جا سکتا ہے کہ دوازدہ ائمہ میں سے پہلے امام نے نکاح حرام میں عمر بسر کی (نعوذ باللہ) اور باقی یازدہ امام اسی نکاح حرام سے پیدا ہوئے (العیاذ) ڈوب مرنیکا مقام ہے۔ پھر بھی آپ بے باکی سے بولے جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ جب ازواج نبی مومنوں کی مائیں ہوئیں تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے باپ ہونگے۔ اور مومنہ عورتیں رسول خدا کی بیٹیاں ہونگی تو میں مولوی فیض محمد سے پوچھتا ہوں۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبالہ نکاح

ہیں مومنہ عورتیں تھیں یا مشرکہ اور کافرہ عورتیں تھیں۔ اگر مومنہ عورتوں سے آپ نے نکاح کیا تھا وہ مومنہ عورتیں رشتہ میں آپ کی بیٹیاں ہوئیں اور بیٹیوں سے نکاح حرام ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی قرآن مجید کی آیت پڑھی ہے تو گویا بقول شیعہ مناظر رسول خدا نے عیاذاً باللہ نکاح حرام کئے ہیں اور کیا جناب سیدۃ النساء خاتون جنت عیاذاً باللہ نکاح حرام سے متولد ہوئی ہے چہ بریں عقل و ہمت بباید گریست۔

دس منٹ ختم ہو گئے اور مولوی فیض محمد مناظر اٹھے اور کہنے لگے کہ یہ تمام اعتراضات جو مولوی صاحب نے بیان کئے ہیں اللہ کے قول اولوالارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین سے اٹھ جاتے ہیں اللہ تعالے نے اولوالارحام کو مستثنے کر دیا ہے اور اولوالارحام کے لئے یہ رشتہ ثابت نہیں ہو گا۔ چونکہ حضرت علی اولوالارحام ہیں۔ لہذا یہ نکاح ان کے لئے جائز ہے۔

مولانا صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اولوالارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمہاجرین کا معنے بھی آپ نہیں سمجھے۔ پھر غور کرو یہاں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ داری اور خویشاوندی کا ذکر نہیں۔ اور نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قرابت کا بیان ہے۔ ترجمہ دیکھو۔ اس ٹکڑے آیت میں مومنین اور مہاجرین کی باہمی رشتہ داری کا بیان ہے کہ سردست وہ ایک دوسرے کو اپنا حقدار خیال کریں۔ کجا یہ معنے اور کجا آپ کا من گھڑت معنے:۔

میرے اعتراضات سے آپ کی جان تب چھوٹتی ہے۔ جب آپ چند امور میں سے کوئی ایک امر کسی آیت سے ثابت کریں۔ یا یہ کہ جناب سیدۃ النساء رسول خدا کی بیٹی جناب خدیجۃ الکبریٰ کے شکم مبارک سے نہیں ہیں۔ یا حضرۃ خدیجۃ الکبریٰ رض رسول خدا کی بی بی نہیں ہیں۔ یا جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے بہن کیساتھ نکاح جائز ہے۔ یا بہنوں کے ساتھ نکاح حرام نہیں۔ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مومنہ عورتوں کیساتھ نکاح نہیں کیا۔ جب تک ان امور

ہیں سے کوئی امر آپ قرآن سے ثابت نہ کریں گے میرے اعتراضات ویسے کے ویسے آپ پر باقی ہیں ان کا کوئی جواب آپ نہیں دے رہے :۔ اور اولوا الارحام سے کوئی امر بھی ان امروں سے ثابت نہیں ہوتا :۔

حق تو یہ ہے کہ آپ کے شیعہ مذہب کا تمام تار پود ہی توڑ دیا ہے۔ اور سُنی مذہب میں وہ پتھر بھر دیئے ہیں کہ کبھی یہ تیر سکتی ہی نہیں۔ کیا جناب جعفر صادق علیہ السلام نے قرآن پڑھا نہیں تھا یا سمجھا نہیں تھا یا یہ آیت آپ کے زمانہ میں نازل نہیں ہوئی تھی ۔

دوسرے مسئلہ پر مباحثہ

اتنی تقریر ہو جانے کے بعد پادری صاحب نے مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو فرمایا کہ آپ دوسرے مسئلہ پر تقریر کریں :۔

مولانا صاحب اٹھے اور پہلے تمام حاضرین کو واضح تقریر سے دوسرے مسئلہ کا مطلب سمجھایا کہ میں شیعوں کی معتبر اور مستند کتابوں سے ثابت کرونگا کہ شیعہ مذہب میں سید زادیوں کا نکاح ہر مسلمان کیساتھ جائز ہے۔ خواہ وہ کسی قوم کا ہو۔ اور میرا مدمقابل مولوی فیض محمد شیعہ مناظر ثابت کریگا کہ شیعہ مذہب میں یہ مسئلہ نہیں ہے :۔

سنئے اور غور سے سنئے۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ سادات عظام کی لڑکیوں کا نکاح سادات سے ہی ہونا چاہئے۔ غیر سیدوں کے ساتھ سید زادیوں کا نکاح جائز نہیں۔ خلاف شرع ہونیکے علاوہ خلاف ادب ہے۔ اور شیعہ مذہب میں جس کی بنا محض تعیش اور نفس پرستی پر ہے سید زادیوں کا نکاح غیر سیدوں کیساتھ جائز رکھتے ہیں :۔

حیوۃ القلوب جلد دوم مصنفہ ملا محمد باقر مجلسی کے صفحہ ۱۲۱ پر جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ ایکدن جبرائیل علیہ السلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے محمد پروردگار عالم آپکو سلام پہنچاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ باکرہ لڑکیاں

میوہ کیطرح ہیں جب میوہ درخت پر پک جائے تو توڑ لینا چاہئے ورنہ سورج کی دھوپ اسے خراب کر دیتی ہے اور ہوا اسے اصلی حالت سے بدلا دیتی ہے۔ باکرہ لڑکیاں جب بالغ ہوں انکا

دوا یہ ہے کہ ان کی شادی کر دینی چاہئے ورنہ ان کے فساد سے بیفکری نہیں ہوسکتی۔ پس حضرت

بر منبر آمد و مردم را جمع کرد و وحی خدا را بایشان رسانید پس مردم گفتند کہ بکہ تزویج کنیم ایشان را فرمود

کہ بکفو ایشان پس فرمود کہ مومنان ہمہ کفو یک دیگر اند پس از منبر فرود نیامد تا ضباعہ دختر زبیر عموی خود را بمقداد

بن الاسود نکاح کرد و فرمود کہ اے گروہ مردم من دختر عموی خود را بمقداد دادم تا نکاح پست شود و بدانید

کہ در دختر دادن رعایت حسب و نسب نباید کرد (ترجمہ) پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے آئے اور لوگوں کو جمع کرکے خدا کا پیغام ان کو پہنچایا لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لڑکیوں کا نکاح کن لوگوں سے کریں آپ نے فرمایا ان کی کفو میں ان کی شادی کرو۔ پھر فرمایا کہ تمام مومن ایک دوسرے کی کفو ہیں۔ پھر منبر سے ابھی نہ اترے تھے کہ اپنے چچا زبیر کی لڑکی ضباعہ رض کا نکاح ایک غلام مقداد نامی سے کر دیا۔ اور فرمایا کہ اولوگو دیکھو میں نے اپنے سگے چچا کی لڑکی مقداد کو دیدی ہے تاکہ نکاح پست ہو جائیں۔ یاد رکھو کہ اپنی لڑکیوں کے دینے میں ذات پات کی رعایت ہرگز نہیں کرنی چاہئے

غور کرو شیعوں کی ایک مستند کتاب سے یہ حدیث عرض کی گئی ہے۔ اس حدیث کے راوی جناب امام رضا علیہ السلام ہیں۔ کتاب کا مصنف صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ مانا ہوا مجتہد اور متعصب شیعہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کبار کے مجمع عام میں فرماتے ہیں کہ تمام مومن آپس میں کفو ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکیوں کے نکاحوں میں حسب نسب کی رعایت نہ کیا کرو۔ پھر اپنی چچا زاد بہن ایک غلام کو اسی مجمع میں نکاح بھی کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ مسلمانو یہ خدا کا پیغام ہے۔ تو کیا اس بات میں کوئی خفا باقی رہ جاتا ہے۔ کہ شیعہ مذہب میں سیدزادیوں کا نکاح ہر مومن کیساتھ جائز ہے۔

اور فروع کافی جلد ثانی کے صفحہ ۱۳۹ پر یہ حدیث لکھی ہے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ

السلام قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ زوج المقداد بن الاسود ضباعۃ بنت

الزبیر بن عبد المطلب انما زوجھا لیتضع المناکح ولیتأسوا برسول اللہ ولیعلموا ان اکرمھم عند اللہ اتقاھم (ترجمہ) جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد بن الاسود کو اپنے چچا زبیر بن المطلب کی لڑکی ضباعہ نام سے نکاح کر دی تاکہ نکاح پست ہو جائیں اور تاکہ لوگ رسول خدا کی روش اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا کے نزدیک وہی اچھا ہے جو ان میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ انتہی

تو جناب مولوی صاحب رسول خدا کی تقلید اور روش تب ہی متصور ہو سکتی ہے جب نکاحوں میں حسب نسب مال جمال کی رعایت نہ کی جائے۔ اگر شیعہ سید اپنی نسب کے باعث کسی مومن جلاہے کو اپنی لڑکی نہ بیاہ دینگے تو حقیقت میں وہ مذہب شیعہ کے پابند نہ سمجھے جائیں گے اور نہ انہوں نے سنت رسول پر عمل کیا ہے۔ ہاں اہل سنت وجماعت کہہ سکتے ہیں کہ جلاہے سادات عظام کی کفو نہیں اور غیر کفو میں نکاح نافذ ہی نہیں ہوتا۔

اور اسی فروع کافی جلد ثانی کے صفحہ ۱۴۱ پر ہے کہ ابراہیم بن محمد ہمدانی کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو تزویج اور نکاح کے بارہ میں رقعہ لکھا آپ نے اپنا دستخطی رقعہ لکھکر مجھے جواب دیا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ اذا جاءکم من ترضون خلقہ ودینہ فزوجوہ الا تفعلوہ تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر (ترجمہ) فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص ناطہ مانگنے کی غرض سے آئے کہ جس کے دین اور خلق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کو اپنی لڑکی بیاہ دو۔ اگر نہ بیاہ دو گے تو ملک خدا میں بڑے فتنے اور فساد پیدا ہو جائیں گے۔

اور محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی فروع میں ایک باب باندھا ہے۔ جس کا نام باب ان المؤمن کفو المؤمنۃ اور اسی باب میں ذکر کیا ہے کہ سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہا کا نکاح جناب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کیساتھ ہوا گویا یہ نکاح بھی علی زعم کلینی غیر کفو میں ہوا۔

اور اصلاح الرسوم بکلام المعصوم کے صفحہ ۹۴ پر ہے۔ اور فرمایا امیر المومنین علیہ السلام نے کہ ارشاد کیا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب آوے تمہارے پاس ایسا شخص جس کے دین و خلق سے تم راضی ہو تو اس کو تزویج کردو اور اگر نہ کروگے تو باعث فساد عظیم ہوگا۔

اور حلیۃ العرائس مصنفہ شیخ امراؤ علی صاحب شیعہ کے صفحہ ۲۶ پر مرقوم ہے۔ زن آزاد تزویج کرے غلام سے۔ اور زن عربیہ مرد عجمی سے۔ اور زن ہاشمیہ غیر ہاشمی سے۔ اور برعکس اور صاحبان حرفہائے پست صاحبان علم و ثروت سے۔

مجھے یقین ہے کہ اتنی احادیث اور روایات سننے کے بعد حاضرین کو یقین ہو گیا ہوگا۔ کہ شیعہ مذہب میں سید زادیوں کا نکاح ہر ایک مسلمان کیساتھ ہو سکتا ہے۔ یہ سب خانہ بدوش شیعہ مجتہدوں کی خانہ ساز روایات ہیں ورنہ اہل بیت کیساتھ ایسی گستاخی اور سوء ادبی کون روا رکھ سکتا ہے:۔

پھر مولوی فیض محمد شیعہ مناظر اٹھے۔ مگر سوائے اس کے کہ یہ کتابیں ہمارے ہاں غیر معتبر ہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر دنیا شاہد ہے:۔

یہاں اس بات کا ذکر دینا غیر ضروری نہ ہوگا کہ جب مولوی صاحب مذکورہ بالا ثبوت بہم پہنچا رہے تھے تو اثنائے تقریر میں ڈاکٹر نور حسین نے جھٹ کہہ دیا کہ دیکھو پھر وہی حیوۃ القلوب حیوۃ القلوب کو مولوی صاحب نے خوب رٹا رکھا ہے۔ ایک دفعہ تو مولوی صاحب مولوی قطب الدین نے غصہ میں آکر فرمایا کہ آپ میری تقریر میں بلا اجازت بول اٹھتے ہیں۔ آپ کی ... کہ آنکو کان سے پکڑ مجلس مناظرہ سے باہر نکالدیا جائے:۔

تیسرے مسئلہ پر مباحثہ اور گفتگو

پادری صاحب نے مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو فرمایا ... مسئلہ کے متعلق تقریر کریں۔ اور پادری صاحب نے بھی تیسرے مسئلہ کی مختصر سی تقر...

مولانا صاحب اٹھے اور فرمایا حاضرین تنبیر مسئلہ یہ ہے کہ میں اہل تشیع کی کتابوں سے ثابت کرونگا کہ دوازدہ امام اہل سنت وجماعت تھے۔ اور فیض محمد شیعہ مناظر کتب اہل سنت وجماعت سے ثابت کریگا کہ یہ آئمہ اطہار سب کے سب شیعے تھے۔

اصلاح الرسوم بکلام المعصوم کے صت ۲۷۹ پر بحار کے حوالہ سے منقول ہے کہ ایک شخص خدمت امیر المومنین میں آیا اور عرض کیا کہ مجھے خبر دیجئے کہ سنت و بدعت وجماعت و فرقہ کیا ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا السنۃ ماسن رسول اللہ م والبدعۃ ما احدث من بعدہ یعنے سنت وہ ہے جسے عمل کیا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ والہ نے۔ اور بدعت وہ ہے جو حادث کیا گیا یعنے ایجاد کیا گیا بعد حضرت کے۔ اور جماعت اہل حق ہیں۔ ہر چند قلیل ہوں۔ اور فرقہ اہل باطل ہیں ہر چند کثیر ہوں۔ انتہیٰ

تو غور کیجیے کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ نے سنت و بدعۃ میں سے سنت کی تعریف کی ہے۔ اور جماعت و فرقہ میں سے جماعت کی تعریف کی ہے۔ تو کیا سنت وجماعت کی تعریف کرنے سے یہ نتیجہ اخذ نہیں ہوتا کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ خود صاحب سنت وجماعت تھے۔ اور یہی معنے ہیں اہل سنت وجماعت کے۔ اور جب جناب علی کرم اللہ وجہہ اہل سنت وجماعت ہوئے تو یقینا باقی گیارہ امام بھی اہل سنت وجماعت ہیں کیونکہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ علی کرم اللہ وجہہ کا مذہب اہل سنت وجماعت ہو اور آپ کی اولاد امجاد یازدہ ائمہ کا مذہب اس کے خلاف ہو۔ اس سے سمجھ دار آدمی یہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی صاحب سنت وجماعت ہی تھے کیونکہ حضرت علے اور آپ کے فرزندان ارجمند طریقہ نبوی کے شدت کے ساتھ پابند تھے۔ تو ثابت ہو گیا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوازدہ امام سب اہل سنت وجماعت تھے۔

اور کتاب الخصال جلد ثانی کے صت ۱۸۱ پر یہ حدیث لکھی ہے۔ عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ ان بنی اسرائیل تفرقت علی احدی

و سبعین فرقۃ یھلک سبعون فرقۃ و یتخلص فرقۃ ۔ وان امتی ستفترق اثنتین

و سبعین فرقۃ یھلک احدی و سبعون و یتخلص فرقۃ قالوا یارسول اللہ من

تلک الفرقۃ قال الجماعۃ الجماعۃ (ترجمہ) انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقہ ہو گئے تھے ۔ جن میں سے ستر فرقہ دوزخ میں جائیگا اور ایک فرقہ بہشتی ہوگا ۔ اور میری امت بہتر فرقہ بنے گی ان میں سے اکہتر دوزخی اور ایک فرقہ بہشتی ہوگا صحابہ نے عرض کیا غریب نواز وہ فرقہ کون ہے آپ نے فرمایا جماعت جماعت ۔ انتہیٰ صـ ۱۴۱

اس حدیث سے صاف سمجھا جا سکتا ہے کہ رسول خدا کی تمام امت میں سے وہی فرقہ بہشت میں جائیگا ۔ جو فی ذاتہ جماعت ہے یا جماعت کے نام سے موسوم ہے ۔ اہل سنت وجماعت کو دیکھیے کہ تعداد میں زیادہ ہونیکے علاوہ اپنے آپکو اہل سنت وجماعت کہلواتے ہیں :۔

گھنٹی ہوگئی مولوی فیض محمد شیعہ مناظر اٹھے اور اٹھتے ہی قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی وان من شیعتہ لابراھیم دیکھو اللہ فرماتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے شیعوں سے تھے معلوم ہوا کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام دونوں شیعہ تھے اور قرآن میں یہ بھی مذکور ہے کہ تمام پیغمبر ایک ہی وتیرہ پر گزرے ہیں جب یہ ثابت ہوا کہ نوح علیہ السلام شیعہ تھے تو باقی تمام پیغمبروں کو بھی شیعہ ماننا پڑیگا ورنہ ان کا ایک وتیرہ پر ہونا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ۔ اس کے علاوہ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ (ان من شیعتہ) کا ضمیر محمد رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھی راجع ہو سکتا ہے اس خیال پر یہ معنے ہوگا کہ جناب ابراہیم علیہ السلام رسول پاک کے شیعوں سے تھے ۔ جب ابراہیم علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیعوں سے ہوئے تو باقی پیغمبر بھی رسول خدا کے شیعوں سے ہونگے ۔ تو تمام پیغمبروں کا شیعہ ہونا قرآن سے ثابت ہوگیا :۔

مولانا مولوی قطب الدین صاحب اٹھے اور اٹھتے ہی عثمانی جماعت کو جو آپکے قریب بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ یہ ہے مباحث ۔ اور مباحث کی لیاقت استدلال ۔ اب تبلاؤ کہ میں ان باتوں کا جواب کس طرح علمی پہلو سے دے سکتا ہوں جب وہ علم کی باتوں سے آشنا ہی نہیں ۔ آجتک کسی مفسر اور مترجم

نے ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ ہونا اِس آیت سے ثابت نہیں کیا۔ اور نہ ہی یہاں شیعہ کے معنی مذہب شیعہ کے ہیں۔ بلکہ شیعہ کے معنے اس مقام پر گروہ کے ہیں۔ تابعدار کے معنے میں مستعمل ہے۔ اِس آیت کے یہ معنے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نوح علیہ السلام کے تابعداروں سے تھے اور اس معنے کے رو سے روافض بھی اپنے آپکو شیعان علی سے نامزد کرتے ہیں۔ یعنے تابعداران علی۔ گرچہ وہ علی کرم اللہ وجہہ کے مذہب اور مشرب میں بالکل برعکس ہیں۔ مگر وہ اپنے زعم میں اپنے ناقص خیال میں اپنے آپکو تابعدار اور فرمانبردار علی ظن کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نور حسین بھی اس تقریر سے خوش ہو رہے ہیں۔ اور مولوی علی محمد صاحب بھی۔ ڈاکٹر نور حسین سے تو چنداں تعجب بھی نہیں کہ وہ ایک ناخواندہ اور عربیت سے نابلد محض ہے۔ مگر مولوی علی محمد صاحب کی حالت پر مجھے ہنسی آتی ہے کہ آپ عربی سے واقف ہو کر اس کے پہلو میں معاون مناظر بنے بیٹھے ہیں۔ اور اس کو اپنی توہین نہیں خیال کرتے:۔

مولانا صاحب نے جواب میں فرمایا کہ طریقہ استدلال ہمیشہ متحد ہوتا ہے اگر مولوی فیض محمد لفظ شیعہ سے شیعہ ہی مراد لیتے ہیں اور گروہ یا تابعدار کے معنے میں اس لفظ کو استعمال نہیں کرتے تو میں بھی قرآن پاک میں لفظ شیعہ سے شیعہ مراد لیکر جواب عرض کرتا ہوں۔ پھر حاضرین سمجھ لینگے کہ کون کون لوگ شیعہ گزرے ہیں اور کن کن لوگوں کو اللہ عزوجل نے شیعہ فرمایا ہے۔

سنئے اللہ عزوجل بیسویں پارہ کے پہلے پاؤ میں فرماتا ہے ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا ۔ ترجمہ تحقیق فرعون ملک مصر میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا۔ اور میں نے وہاں کے لوگوں کو شیعہ کر دیا تھا۔ سورہ قصص۔ اِس آیت سے صاف ثابت ہے کہ فرعون کے تابعدار بھی شیعہ تھے۔ جو فرعون کو خدا مانتے تھے۔

اور سنئے اللہ عزوجل فرماتا ہے ولقد ارسلنا من قبلك فی شیع الاولین ؕ وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون ؕ چودواں پارہ سورۃ حجر مجھے یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے۔ کہ مولوی قطب الدین صاحب نے بجائے سورۃ حجر کے سورۃ حج فرما دیا تھا۔ اِس پر شیعہ مناظر نے اسی وقت مولوی صاحب کے وقت میں کہدیا کہ سورۃ حج میں یہ آیت نہیں ہے اور نہ ہی سورۃ حج چودھویں پارہ کی سورۃ ہے۔ مولوی صاحب

نے فرمایا علو حج نہ یہی حجر ہی ۔ مگر اس میں تو شک نہیں کہ چودھویں پارہ میں یہ آیت موجود ہی اور حج کے تناسب میں جلدی سے آپ کے منہ سے حجر بفتح الحاء نکل گیا۔ اس پر بھی مولوی فیض محمد شیعہ نے کہا حجر بکسر الحاء ہے بفتح الحاء نہیں :

دراصل مولوی صاحب کی کرسی کے پاس ایک حافظ صاحب کھڑے تھے جو آیت آپ پڑھتے تھے اس کے متعلق پارہ تو خود بیان کر دیتے کہ یہ آیت فلاں پارہ میں ہے مگر کسیوقت کسی آیت کی نسبت اس حافظ سے دریافت کر لیتے تھے کہ آیت کون سورۃ میں واقع ہے ۔ جو سورۃ وہ حافظ تبلا دیتا آپ وہی بیان کر دیتے تھے ۔ اس موقعہ پر بھی مولانا صاحب نے حافظ صاحب سے دریافت کیا کہ آیت کونسی سورۃ میں واقع ہے ۔ اب یہ معلوم نہیں کہ اس حافظ نے صحیح لفظ حجر کہا ہے اور مولانا صاحب نے بجائے حجر کے حج سمجھا ہے اور پھر جو کچھ سمجھا ہے وہی بیان کر دیا ہے ۔ یا حافظ صاحب ہی نے بجائے حجر کے غلطی سے حج کہدیا ہے ۔ یہ احتمال بھی ہے ۔ کیونکہ مناظرین کے علاوہ ثالث کو اونچا بولنے کی تو اجازت نہیں تھی اس لئے حافظ صاحب بھی آہستہ بول کر عرض کرتے تھے جو کچھ کہ عرض کرتے تھے :۔

مگر یہ کوئی علمی غلطی نہیں ۔ اعراب کی غلطی نہیں ۔ اعراب کی غلطی اور علمی لغزش مولوی فیض محمد سے سرزد ہوئی تھی کہ امر کے صیغے کو ماضی اور مضارع منصوب کو مضارع مجزوم پڑھ دیا تھا اور سمجھانے اور تبلانے سے بھی آپ نہیں سمجھ سکتے تھے ۔ یہ تو صرف تسمیہ کی غلطی ہے ۔

جب یہ بحث ختم ہوئی تو مولوی صاحب نے پھر تقریر شروع کی اور چونکہ آپ نے آیت کا ترجمہ نہیں کیا تھا سب سے پہلے آپ نے آیت شریف کا ترجمہ کیا ۔ حاضرین! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھی اگلے شیعوں میں پیغمبر بھیجے تھے اور ان شیعوں کا بھی یہی دستور تھا کہ جب ان کے پاس پیغمبر آتا اس کی ہنسی اڑاتے ۔ سورۃ حجر ۔

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ رسولوں کیساتھ استہزاء اور ٹھٹھا مخول کرنیوالے شیعے تھے خدا نے پیغمبروں کیساتھ مزاح اڑانیوالوں کو قرآن میں شیعہ کہا ہے ۔

اور سنئے اللہ عزوجل ساتویں پارہ سورہ انعام میں فرماتا ہے ۔ قل ھو القادر علے

ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعاً و یذیق

بعضکم باس بعض ط (ترجمہ) اے پیغمبر ان سے کہو کہ وہی خدا اس پر قادر ہے کہ تمہارے اوپر کی طرف سے یا تمہارے پیروں کے تلے سے کوئی عذاب تمہارے لئے نکال کھڑا کرے یا تم کو شیعہ بنا کر ایک دوسرے سے بھڑا مارے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزا چکھادے سورہ انعام ۔

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ شیعے خدا کے غضب کی ایک مثال ہیں ۔ خداوند قدوس اپنے بے فرمان بندوں پر کبھی کبھی اپنا عذاب اس صورت میں نازل فرماتا ہے ۔ کہ ان کو شیعہ کر دیتا ہے ۔ خدا نے اپنے مغضوب بندوں کو شیعہ فرمایا ہے ؛۔

اور سنئے اللہ عزوجل کا بائیسویں پارے سورۃ سبا میں ارشاد ہے ۔ وحیل بینھم وبین

مایشتھون کما فعل باشیاعھم من قبل انھم کانوا فی شک مریب ط (ترجمہ) اور اب ان میں اور ان کی توقعات میں ایک روک کر دیجائیگی کہ ایسا ہی سلوک ان شیعوں کیسا تھ کیا گیا جو ان کے ہم جنس تھے اور ان سے پہلے کفر کر چکے تھے ۔ اور وہ بھی ان ہی کی طرح شک و شبہ میں پڑے تھے ۔ سورۃ سبا ۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ شیعے توقعات اخرویہ سے محروم ہیں ۔ شیعے کفار اور ہم جنس کفار ہیں ۔ شیعے شک میں مذبذب ہیں ؛۔

اور سنئے سولہویں پارے سورہ مریم میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے ۔ فو ربک

لنحشرنھم والشیاطین ثم لنحضرنھم حول جھنم جثیا ثم لننزعن من کل شیعۃ

ایھم اشد علی الرحمن عتیاط (ترجمہ) اے پیغمبر تم کو تمہارے ہی پروردگار کی ہی اپنی قسم ہے کہ ہم تمام آدمیوں کو اور ان کیساتھ شیطانوں کو بھی اپنے حضور میں جمع کریں گے پھر ان سب کو جہنم کے گردا گرد حاضر کریں گے ۔ مارے خوف کے مودب دوزانو بیٹھے ہوئے

پھر کل شیعوں میں سے ہم ان شیعوں کو الگ نکال کھڑا کر دینگے۔ جو دنیا میں خدائے رحمان کے سخت ترین سرکش ہیں :۔

اس آیت میں خدا تعالے نے اپنے سرکش بیفرمانوں کو شیعہ کہا ہے۔

اور سنئے اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ ان الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا لست منھم فی شیئ انما امرھم الی اللہ ثم ینبئھم بما کانوا یفعلون ط الخواں پارہ سورہ انعام (ترجمہ) اے پیغمبر جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعے بن گئے۔ تم کو ان کے جھگڑوں سے کوئی سروکار نہیں۔ ان کا معاملہ بس خدا کے حوالے ہے کہ وہ ان کا حساب لے لیگا۔ پھر جو کچھ دنیا میں کیا کرتے تھے ان کا نیک و بد ان کو بتا دیگا۔ سورہ انعام

اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ شیعے دین میں تفرقہ ڈالنے والے اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنیوالے ہیں۔ رسول خدا کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ان سے دور رہو۔ میں قیامت کے دن ان کی مٹی پلید کرونگا۔ یہاں خدا تعالے نے ان کافروں کو شیعہ فرمایا ہے۔ جو دین میں رخنہ انداز ہو کر اسکو تہ و بالا کرنیکی سعی میں لگے رہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ کے شیعے بالکل اسی طرح ہیں جس قدر دین کو ان لوگوں نے کھوکھلا کیا ہے کسی نے نہیں کیا۔ تمام سلف صالحین میں ان لوگوں نے کیڑے نکالے ہیں :۔

اور سنئے اکیسویں پارے سورۃ روم میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ ولا تکونوا من المشرکین ط من الذین فرقوا دینھم وکانوا شیعا ط کل حزب بما لدیھم فرحون ط (ترجمہ) اور شرک کرنیوالوں میں سے نہ ہو جانا۔ جنہوں نے اپنے اصلی پیدائشی دین میں تفرقہ ڈالا۔ اور دوسرے معبود بنا کر شیعہ ہو گئے۔ جو دین جس کسی کے پاس ہے۔ وہ اسی میں مگن ہے ۱۲ سورۂ روم۔

اس آیت میں پروردگار عالم نے مشرکوں کو شیعہ فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ دین کو پراگندہ کرنیوالے شیعہ ہیں۔ اور ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ وہ اسی شرک اور کفر میں مگن بھی ہیں

کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔

خداتعالیٰ نے قرآن پاک میں جن لوگوں کو شیعہ فرمایا ہے میں وضاحت کیساتھ قارئین کو اس کی تفصیل عرض کئے دیتا ہوں:۔

(۱) فرعون کے تابعداروں کو شیعہ کہا گیا ہے

(۲) پیغمبروں کیساتھ مزاح اڑانے والے کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے

(۳) خدا کے مغضوب بندوں کو شیعہ کہا گیا ہے

(۴) جو کفار کہ شک میں متردد اور مذبذب رہتے ہیں ان کو شیعہ کہا گیا ہے

(۵) شیطان کے ساتھیوں دوزخیوں اور خدائے رحمان کے سرکشوں کو شیعہ کہا گیا ہے۔

(۶) دین میں رخنہ انداز کافروں کو شیعہ کہا گیا ہے

(۷) دین میں رخنہ انداز مشرکوں کو شیعہ کہا گیا ہے

پھر مولوی فیض محمد شیعہ مناظر اٹھے اور اٹھتے ہی فرمایا کہ جتنی آیتیں مولوی قطب الدین صاحب نے پڑھی ہیں ان سب میں لفظ (شیعا) ہے لفظ (شیعہ) نہیں۔ اور جس آیت سے میں نے جناب ابراہیم علیہ السلام کا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے اس میں لفظ شیعہ ہے۔ لہٰذا یہ استدلال صحیح نہیں۔ اور نہ ہی لفظ شیعہ کا اطلاق کفار پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قرآن سے ثابت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے تابعدار شیعہ کہلاتے تھے ان شیعوں میں سے ایک شیعے نے موسیٰ علیہ السلام سے امداد طلب کی آپ نے اسے امداد دی۔ یہ قصہ قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ودخل المدینۃ علیٰ حین غفلۃ من اھلھا فوجد فیھا رجلان یقتتلان ھذا من شیعتہ وھذا من عدوہ۔ فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ فوکزہ موسیٰ فقضی علیہ (ترجمہ اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں داخل ہوئے۔ جس وقت کہ شہر کے رہنے والے غفلت میں تھے

پس پایا موسی علیہ السلام نے اس شہر میں دو مرد کہ آپس میں لڑتے تھے ایک اس کے شیعوں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمن فرعون سے تھا۔ پس فریاد کی اس شخص نے جو اس کے شیعوں میں سے تھا اس شخص پر جو اس کے دشمنوں میں سے تھا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دشمن کے آدمی کو مکا مارا اور وہ مر گیا۔ سورہ قصص

دیکھیے اس آیت میں دو جگہ لفظ (شیعہ) ہے لفظ (شیعا) نہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام بھی شیعہ تھا تو پیغمبروں کا شیعہ ہونا قرآن سے ثابت ہو گیا اور یہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تمام پیغمبر ایک سنت پر رہے ہیں تو کیوں کہا جائیگا کہ حبیب دو جلیل القدر پیغمبروں کا شیعہ ہونا خدا کی کتاب سے ثابت ہو گیا تو گویا تمام پیغمبروں کا شیعہ ہونا کتاب اللہ سے ثابت ہو گیا

پھر مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے ترمذی شریف کی ایک حدیث پڑھی جس کے بعینہ الفاظ اس وقت مجھے یاد نہیں۔ کیونکہ اثنائے مناظرہ میں وہ حدیث نوٹ نہ ہو سکی اور نہ شیعہ مناظر نے صفحہ اور سطر بتلائی تھی کہ اب ترمذی شریف سے وہ حدیث ڈھونڈ کر بعینہ الفاظ کے ساتھ درج رسالہ کر دیجاتی۔ ہاں اس کا مطلب مجھے خوب یاد ہے۔ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ اور اس کے تمام شیعے حضرت امیر کے ساتھ بہشت میں ہوں گے۔ اور ایک عبارت تحفہ اثنا عشریہ سے پڑھی مگر صفحہ بتایا اور سطر۔ اور نہ وہ عبارات اثنائے مناظرہ میں نوٹ ہو سکی۔

شیعہ مناظر عموماً صفحہ اور سطر نہیں بتلاتا تھا۔ گلا پھاڑ پھاڑ کر چیختا بہت تھا مگر مطلب کی بات ایک بھی نہیں کرتا تھا۔ مطلب اس عبارۃ کا بھی وہی تھا۔ جو ترمذی شریف کی حدیث کا مطلب تھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیساتھ اس کے شیعے بھی بہشت میں ہونگے

شیعہ مناظر نے بہت بڑے زور سے چلا کر کہا کہ دیکھو میں نے قرآن سے تمام پیغمبروں کا شیعہ ہونا اور دوازدہ ائمہ کا شیعہ ہونا ثابت کر دیا ہے۔ دو پیغمبروں کے شیعہ ہونے سے تمام پیغمبروں کا شیعہ ہونا لازم آتا ہے۔ اور جناب علی کرم اللہ وجہہ کے شیعہ ہونیسے باقی گیارہ اماموں کا شیعہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب اُٹھے اور اٹھکر بیان فرمایا۔ کہ قربان جایئے مولوی فیض محمد کی لیاقت اور استعداد علمی سے۔ اتنا بھی معلوم نہیں کہ لفظ (شیعا) جو قرآن پاک میں وارد ہے لفظ شیعہ کی جمع ہے۔ یعنے لفظ شیعہ مفرد ہے اور اس کی جمع لفظ (شیعا) ہے۔ لغت کی کتابیں نکالو اور تحقیق کرلو۔ اور جمع کے ذکر کرنے سے مفرد بھی اس کے ضمن میں مذکور ہو جاتا ہے۔ دیکھو (رب العلمین) میں عالمین جمع ہے۔ عالم کی۔ عالم کے معنے ایک جہان۔ اور عالمین کے معنے ایک دو سے زیادہ جہان۔ عالمین کے ذکر سے اس کا مفرد عالم بھی مذکور ہے۔ رب العالمین کا معنے ہے تمام جہانوں کا پروردگار۔

مولانا صاحب نے یہاں مفرد اور جمع کی بہت ہی مثالیں دیں۔ حاضرین کو مثالیں دیکر خوب واضح بیان اور مفصل تقریر سے سمجھایا۔

مولانا صاحب نے فرمایا اس کے علاوہ جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان میں لفظ شیعہ بھی موجود ہے۔ شاید آپ نے کان لگاکر میری تقریر کو خوب غور سے نہیں سنا۔ پھر سنیئے میں آپ کو مکرر وہ آیت سناتا ہوں جس میں لفظ شیعہ بالصراحت موجود ہے۔ ثم لننزعن من کل شیعۃ ایھم اشد علی الرحمن عتیا اس آیت میں لفظ شیعہ ہے؟ یا لفظ شیعا؟ اب آپکو ماننا پڑے گا کہ اللہ عزوجل نے کفار کو مشرکین کو فرعون کے تابعداروں کو شیطان کے ساتھیوں کو شیعہ فرمایا ہے۔

پھر جس آیت سے آپ نے موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے۔ وہ بیسویں پارہ کی آیت ہے۔ اس کو آپ نے پورا نہیں پڑھا۔ صرف "فقضی علیہ" تک آپنے پڑھا ہے اس آیت کو پورا کرتے تو غلطی کھل جاتی اور پتہ لگ جاتا کہ شیعوں کی امداد باعث اجر ہے۔ یا فعل شیطان ہے۔ اور حقیقت منکشف ہو جاتی کہ ان شیعوں کی امداد کرنا انصاف نہیں ظلم ہے ثواب نہیں گناہ ہے:

سنیئے میں اس آیت کو پورا پڑھے دیتا ہوں۔ تاکہ حاضرین کو علم ہو جائے کہ خود

موسیٰ علیہ السلام نے شیعہ کی امداد کو فعل شیطانی سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ خدایا شیعہ کی امداد کر کے میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے۔ مجھے معاف فرما۔ اور مجھے بخش دے اللہ فرماتا ہے: فوکزہ موسیٰ فقضیٰ علیہ قال ان ھذا من عمل الشیطان۔ انہ عدو مضل مبین قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفر لہ انہ ھو الغفور الرحیم (ترجمہ) موسیٰ علیہ السلام نے اس دشمن کو مکا مارا اور وہیں اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر لگے کہنے کہ یہ تو مجھ سے ایک شیطانی حرکت سرزد ہوئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان آدمی کا دشمن اور اسکو کھلم کھلا گمراہ کرنیوالا ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت دعا کی۔ کہ اے میرے پروردگار یہ تو میں نے اپنے اوپر بڑا ہی ظلم کیا تو میرا گناہ معاف فرما۔ چنانچہ خدا نے اس کا گناہ بخش دیا۔ اور وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ سورہ قصص

غور فرمایئے خود موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ امداد کرنیکے بعد پچھتا رہے ہیں۔ امداد شیعہ کو عمل شیطان فرما رہے ہیں۔ ظلم اور گناہ سے تعبیر کر رہے ہیں۔

کیا اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شیعہ تھے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس آیت سے تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ شیعوں کی امداد کرنا جرم اور ظلم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام خدا کے دربار میں معافی مانگ رہے ہیں۔ کہ خداوندا میں نے شیعہ کی امداد کر کے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے مجھے معاف فرما۔

صرف ایک آیت سے آپ نے ایک پیغمبر کا شیعہ ہونا ثابت کیا ہے۔ اور میں نے قرآن پاک کی نو آیتوں سے ثابت کیا ہے کہ کفار بھی شیعہ تھے۔ مشرکین بھی شیعہ تھے فرعون کے تابعدار بھی شیعے تھے۔ خدا کے مغضوب بندے۔ اور شیطان کے ساتھی بھی شیعہ تھے۔ اب نو آیتوں کا مفہوم تو یہ ہے۔ جو میں نے عرض کیا ہے۔ اور ایک آیت کا مفہوم وہ ہے۔ جو آپ نے بیان کیا ہے۔ اب نو آیتوں کو ایک آیت کے تابع سمجھا جائیگا۔ یا ایک آیت کو نو آیات کے تابع قرار دیا جائیگا۔ ظاہر ہے کہ نو آیتوں کا مفہوم

اصل اور متبوع ہوگا۔ اور ایک آیت کا مفہوم اور ماحصل ان کے تابع سمجھا جائیگا۔
جب کفار پر لفظ شیعہ کا اطلاق ہوا ہے۔ تو پیغمبر پر ایسے قبیح لفظ کا اطلاق کیسے متصور ہو سکتا ہے ان من شیعتہ لابراھیم۔ اذ جاء ربہ بقلب سلیم کا اگر یہ معنے کیا جائے کہ جناب ابراہیم منجملہ نوح علیہ السلام کے بفرمان شیعوں میں سے تھے مگر خدا کے دربار میں جب وہ قلب سلیم اور صاف دل لیکر آئے۔ اللہ تعالٰے نے ان کو پیغمبر کر دیا۔ اور اس آیت کا مطلب اور ان نو آیتوں کا مطلب بالکل ایک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ لفظ شیعہ جیسے ان نو آیتوں میں بفرمان اور کافر کے معنے میں مستعمل ہوا ہے اس طرح اس آیت میں بھی بے فرمان کے معنے میں استعمال ہو جائیگا۔

اس کے علاوہ ترمذی شریف کی حدیث اور تحفہ کی عبارت میں بھی لفظ اشیاع ہے لفظ شیعہ نہیں۔ اگر لفظ شیعہ قابل حجت اور استدلال نہیں تو لفظ اشیاع کیسے قابل استدلال ہو سکتا ہے پھر آپ نے حدیث اور تحفہ کی عبارت سے شیعوں کا جنتی ہونا ثابت کیا ہے مگر اس کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں۔ کہ شیعوں کی معتبر اور مستند کتابوں سے واضح ہوتا ہے۔ کہ شیعے مغضوب خدا ہیں۔ شیعے قاتل اہل بیت ہیں۔ شیعے دیوار ہائے آتشین میں محبوس و مبتلا ہیں:۔

اور ظاہر ہے کہ مغضوب خدا کفار ہوتے ہیں۔ اور کفار کے لئے خلود فی النار ہے۔
قاتلین اہلبیت حتمی ناری ہیں ان پر بوئے جنت حرام ہے۔
اور جو شیعے اس وقت دوزخ میں جل رہے ہیں ان کے جہنمی اور دوزخی ہونے میں کسی کو کیا کلام ہو سکتی ہے۔

خلاصۃ المصائب کے ص۶۵ پر لکھا ہے قد خذ لنا شیعتنا فمن احب منکم الانصراف فینصرف فی غیر حرج۔ امام حسین علیہ السلام میدان کربلا میں اپنے رفیقوں اور ساتھیوں کو فرماتے ہیں کہ ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل اور رسوا کیا ہے۔ پس جس شخص

کی مرضی واپس گھر جانیکی ہو چلا جائے۔ ہمیں اس میں کوئی تعرض نہ ہوگا۔ انتہی

جب ثابت ہوا کہ شیعان علیؓ و شیعان حسنینؓ قاتل اہلبیت ہیں تو قاتل اہلبیت کے لئے جہنم ہے نہ جنت۔ دوزخ ہے نہ بہشت۔

اور شیعوں کا مغضوب ہونا اصول کافی کی حدیث مندرجہ صفحہ ۱۵۹ سے ثابت ہے حدثنی

علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسے عن بعض اصحابنا عن ابی الحسن علیہ السلام قال

ان اللہ عزوجل غضب علے الشیعۃ فخیرنی نفسی او ھم فوقیتھم واللہ بنفسی (ترجمہ بحذف الاسناد) امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا نے شیعوں پر غضب نازل کیا (جب مجھے ان پر رحم آیا) تو خدا نے مجھے اختیار دیا اور فرمایا کہ یا شیعوں کی جان بچالو اور یا اپنی خیر مانگو میں نے اپنے آپ کو بچالیا اور ان کو جانے دیا۔

قول سابق کے قائل جناب امام حسین علیہ السلام ہیں اور اس قول کے قائل جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہیں۔ اور یہ دونوں قول شیعوں ہی کی مستند اور روزمرہ کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں۔ اگر دوازدہ آئمہ علیہم السلام کی باتوں پر شیعوں کو اعتماد ہے تو بہشت کے طلبگار نہ ہوا کریں۔ مغضوب خدا اور وہ لوگ کہ جن کا ساتھ آئمہ اکرام نہ دیں۔ وہ دوزخ کی ایندھن ہیں۔ جنتی نہیں۔

اور حیوۃ القلوب جلد ثانی کے صفحہ ۱۷ پہ لکھا ہے "بدرستیکہ او خواہد دید در پہلوئے

صراط گروہ بسیار از مردم را کہ عدو ایشان بغیر از خدا کسی نبداند۔ وایشان از دوستان حمزہ باشند۔ وگناہ بسیار کردہ باشند۔ وباین سبب دیوار ہا حائل شدہ باشد میان ایشان وگزشتن بر صراط بسبب گناہان ایشان۔ چوں حمزہ را مے بینند مے گویند اے حمزہ مے بینی کہ ما درچہ حال در ماندہ ایم حمزہ با رسول خدا و امیر المومنین علیہما السلام گوید کہ مے بینید کہ دوستان من استغاثہ مے نمایند پس رسول خدا بولی خدا میگوید کہ یا علی اعانت کن عم خود را بہ فریاد رسی دوستان او وخلاص کردن ایشان را از آتش جہنم۔ پس حضرت امیر المومنین نیزہ بدست حمزہ مے دہد۔

ومیگو یدا ے عم رسول خدا دفع کنی جہنم را از دوستان خود۔ پس چوں حمزہ نیزہ را بدست میگیرند

آں دیوار ہائے آتش پانصد سال راہ دور خواہند شد (ترجمہ) جناب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پلصراط کے پہلو میں کئی گروہ لوگوں کے دیکھیں گے جن کی تعداد سے خدا کے سوا اور کوئی واقف نہیں ہو سکتا۔ یعنے وہ لوگ حد اندازے سے باہر ہوں گے اور یہ تمام گروہ امیر حمزہ کے دوستوں سے ہونگے اور بڑے ہی مجرم اور گنہگار ہونگے۔ جب پلصراط سے گزر جائیں گے تو کثرت گناہوں کے باعث پلصراط اور ان کے درمیان آتشی دیواریں حائل ہو جائینگی اور انکو پلصراط تک نہ جانے دینگی جب یہ لوگ امیر حمزہ کو دیکھیں گے تو چلائینگے اور فریاد کرینگے اور کہینگے کہ اے امیر حمزہ دیکھا ہم کس غضب اور مصیبت میں ہیں۔ امیر حمزہ رسول خدا اور امیر علیہما السلام کو عرض کریں گے۔ کہ دیکھیے میرے دوست فریاد کر رہے ہیں۔ رسول خدا جناب علی کو فرمائیں گے اپنے چچا کی مدد کرو۔ اور ان کے ہمراہ ہو کر ان کے دوستوں کو دوزخ کی آگ سے خلاصی دلواؤ۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ امیر حمزہ رضؓ کے ہاتھ میں جہادی نیزہ دیکر فرمائیں گے۔ کہ اس نیزہ کیساتھ اپنے دوستوں سے جہنم کو دفع کرو۔ اس نیزہ کی برکت سے وہ آتشی دیواریں پانچسو سال کا راہ دوستان امیر حمزہ سے دور ہو جائیں گے:۔

یہ آتشی دیواروں میں پھنسے ہوئے شیعہ ہیں؟ یا اہل سنت والجماعت۔ یہ رونے اور چلانے والے استغاثہ اور فریاد کرنے والے شیعہ ہیں یا سنی؟ یہ مجرم اور گنہگار یہ مغضوب اور بدکار شیعہ ہیں یا سنی؟ ذرا ان روایات کا ہوش سے جواب دینا۔

شیعے اپنی مذہبی کتابوں کے رو سے تو قطعاً ناری ہیں۔ اور اہل سنت والجماعت کی کتابوں میں جہاں کہیں اشیاع کا لفظ آیا ہے اس سے مراد فرمانبردار و تابعداران علی کرم اللہ وجہہ مراد ہیں۔ اور وہ شیعے قطعاً ہو نہیں سکتے۔ کیا اُن کے فرزندوں کے قاتل بھی گروہ علی کہلا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ ع این خیال است و محال است و جنوں +

پادری صاحب نے مولانا مولوی محمد قطب الدین سے دریافت کیا کہ کیا لفظ شیعہ کا معنے قرآن کریم میں بھی شیعہ ہے جو موجودہ زمانہ میں زبان زد خلائق ہے یعنے ایک مخصوص مذہب کا

پا بندانسان. یا اس لفظ کے معنے گروہ کے ہیں۔

مولانا صاحب نے فرمایا لفظ شیعہ کے معنے لغت میں گروہ کے ہیں۔ اور اب اس لفظ سے ایک خاص گروہ مراد لیا جاتا ہے۔ جو تعزیہ ساز اور تعزیہ پرست ہونیکے علاوہ مدعی ہیں کہ ہم محب اہلبیت ہیں۔ مگر قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ شیعہ آیا ہے اس سے مراد گروہ ہی ہے۔ دوسرا کوئی معنی مراد نہیں۔ ہاں اکثر مقامات میں اس لفظ کا اطلاق گروہ بد پر ہوا ہے۔ اور ایک یا دو جگہ پر گروہ نیک پر بھی بولا گیا ہے۔

پادری صاحب نے کہا کہ پھر تم دونوں مولوی صاحب کیوں اس لفظ کو اپنے معنے میں استعمال نہیں کر رہے ہیں۔

مولوی صاحب نے فرمایا کہ چونکہ میرے مقابل مولوی فیض محمد شیعہ نے لفظ شیعہ سے شیعہ ہی مراد لیا ہے اور اپنے حقیقی معنے میں اس لفظ کو استعمال نہیں کیا اس لئے اسی طریقہ استدلال سے میں نے بھی لفظ شیعہ سے شیعہ مراد لیکر جواب میں تقریر کی ہے:

چوتھا مسئلہ زیر بحث

پادری صاحب نے مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو فرمایا کہ آپ چوتھے مسئلہ کے متعلق ثبوت بہم پہنچائیں۔ گرچہ چوتھے مسئلہ کا مطلب پادریصاحب نے بھی مختصر تقریر میں حاضرین کو سنا دیا تھا۔ مگر مولوی صاحب نے ثبوت بہم پہنچانے سے قبل دوبارہ حاضرین کو چوتھے مسئلہ کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ اور نہایت واضح تقریر سے مسئلہ رابعہ کے مطلب سے سامعین کو آشنا کیا۔

مولانا صاحب نے فرمایا چوتھا مسئلہ جس کے متعلق اب بحث ہونیوالی ہے یہ ہے کہ میں شیعوں کی معتبر کتابوں سے ثابت کرونگا۔ کہ ابتدائے آفرینش میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا نکاح آپس میں ہوا کرتا تھا یعنے آدم علیہ السلام کی شریعت میں بہن کا نکاح اپنے سگے بھائی سے شروع

اور جائز تھا۔ اور شیعہ مناظر اپنی کتابوں کی پیش کردہ روایات کا جواب دیگا:۔

حیوۃ القلوب جلد اول کے صفحہ ۷۹ پر ہے "در حدیث معتبر از ابو حمزہ ثمالی منقول است کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرمود پس از برائے آدم از حوا بیست فرزند نرو بیست فرزند مادہ بہم رسید کہ در ہر شکم یک دختر و یک پسرے آمد پس اول شکمے کہ حوا فرزند آورد ہابیل بود و با او دخترے بود کہ اقلیما نام کردند۔ و در شکم دوم قابیل آمد و با او دخترے بود کہ او را لوزا نام کردند۔ و لوزا مقبول ترین دختران آدم بود۔ پس چوں ایشان بالغ شدند۔ آدم بر ایشان ترسید کہ در فتنہ و زنا افتند پس ایشان را بسوئے خود طلبید و گفت اے ہابیل میخواہم ترا نکاح کنم با لوزا۔ واے قابیل میخواہم ترا نکاح کنم با اقلیما۔ ہابیل گفت من بایں راضی نیستم۔ میخواہی خواہر ہابیل کہ بدروست بمن نکاح کنی۔ وخواہر من کہ خوش روست بہ ہابیل نکاح کنی۔ آدم گفت قرعہ مے اندازم میان شما۔ وہر دو بایں راضی شدند۔ پس چوں آدم قرعہ انداخت وسہم ہابیل بر لوزا وسہم قابیل بر اقلیما بیروں آمد۔ پس ایشان را بہمیں نحو کہ قرعہ از جانب خدا بیروں آمد تزویج کرد۔ پس نکاح خواہران را بعد از اں حرام کرد۔ (ترجمہ) حدیث معتبر میں ابو حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے بیس بیٹے اور بیس بیٹیاں جناب حوا علیہا السلام سے ہوئیں اور ہر حمل میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ پہلے حمل میں جو بچہ حوا سے ہوا وہ ہابیل تھا۔ اور اس کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام اقلیما رکھا گیا۔ اور دوسرے حمل میں قابیل پیدا ہوا اور اس کیساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی اس کا نام لوزا رکھا گیا۔ لوزا آدم علیہ السلام کی تمام بیٹیوں سے بہت خوبصورت تھی۔ جب یہ چاروں بالغ ہوئے تو آدم علیہ السلام کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ زنا نہ کر بیٹھیں ان کو اپنے پاس بلایا اور ہابیل کو فرمایا۔ ہابیل! میرا ارادہ ہے کہ میں تیرا نکاح لوزا سے کردوں۔ اور قابیل کو کہا قابیل! میں چاہتا ہوں کہ تمہارا نکاح اقلیما سے کروں۔ قابیل نے کہا میں اس پر راضی نہیں ہوں۔ آپ چاہتے

ہیں کہ ہابیل کی بدصورت بہن کا نکاح میرے ساتھ کریں اور میری خوبصورت بہن ہابیل کو نکاح کردیں۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تم بھائی بہنوں میں قرعہ ڈالتا ہوں اگر قابیل کا قرعہ لوزا پر اور ہابیل کا قرعہ اقلیما پر نکلا تو قرعہ کے مطابق میں تمہارا نکاح آپس میں کردونگا۔ اس پر دونوں راضی ہو گئے۔ پس جب آدم علیہ السّلام نے قرعہ ڈالا اور ہابیل کا قرعہ لوزا پر اور قابیل کا قرعہ اقلیما پر نکلا تو اسی قرعہ کے مطابق ان کا باہمی نکاح کردیا۔ اس کے بعد خدا نے بہنوں کا نکاح بھائیوں کے ساتھ حرام کردیا:۔

ومردی از قریش حاضر بود پرسید کہ فرزندان از ایشان بہم رسید فرمودہ کہ بلے گفت ایں فعل گبراں است فرمود کہ مجوس ایں کار را بعد ازاں کردند کہ خدا حرام کردہ بود۔ پس فرمود کہ ایں را انکار مکن۔ آیا چنیں بود۔ کہ خدا زوجۂ آدم را از بدن آدم خلق کرد و حلال گردانید برو۔ و در شرع ایشان چنین بود۔ و بعد ازاں حرام شد (ترجمہ) جناب زین العابدین کی خدمتمیں ایک شخص قریش بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپنے یہ حدیث بیان فرمائی تو اس نے پوچھا کہ ہابیل قابیل سے اولاد بھی ہوئی تھی آپ نے فرمایا۔ ہاں ہوئی تھی قریشی نے کہا کہ یہ تو مجوسیوں کا فعل ہے۔ امام نے فرمایا کہ خدا کے حرام کردینے کے بعد مجوسی اس فعل کے مرتکب ہوئے ہیں۔ فرمایا اس نکاح کا انکار نہ کر کیا خدا نے آدم علیہ السّلام کی زوجہ کو اس کے بدن سے پیدا کرکے اس کے لئے حلال نہیں کردیا تھا۔ یہ نکاح آدم علیہ السلام کی شرع شریف میں جائز تھا۔ بعد کو حرام ہوگیا اس حدیث شریف سے اور جناب زین العابدین علیہ السلام کے قول سے ثابت ہوگیا کہ ابتدائے خلقت میں آدم علیہ السلام کے بیٹوں کا نکاح اپنی سگی بہنوں سے ہوا کرتا تھا اور یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہ نکاح آدم علیہ السلام کی شریعت میں جائز تھا۔ بعد کو حرام ہوا۔ اور جس کتاب سے میں نے یہ حدیث کی پیش کی ہے۔ وہ کتاب ملّا محمد باقر مجلسی کی تصنیف ہے جو شیعوں کا مانا ہوا متعصب مجتہد ہے:۔

دوسری حدیث سنئے جو جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اور حیوۃ القلوب

کے صفحہ ۸۰ پر موجود ہے ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے ۔ کہ قابیل نے لوزا کے بارہ میں ہابیل سے جھگڑا کیا ۔ آدم علیہ السلام نے دونوں کو فرمایا کہ تم قربانی کرو ۔ دونوں اس پر راضی ہو گئے ہابیل ریوڑ کا مالک تھا اس نے ایک موٹا دنبہ اور کچھ دودھ ساتھ لیا اور قابیل کھیتی کرتا تھا اس نے اپنی کھیتی میں سے تھوڑی سی نکمی کھیتی لے لی اور دونوں پہاڑ پر چلے گئے اور اپنی اپنی قربانیوں کو پہاڑ پر جا کر رکھ دیا ۔ پس آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کو کھا گئی ۔ اور قابیل کی قربانی وہاں کی وہاں پڑی رہی ۔ آدم علیہ السلام اس وقت ان کے پاس موجود نہ تھے ۔ کعبہ کی زیارت کو مکہ معظمہ گئے ہوئے تھے ۔ قابیل نے ہابیل سے کہا کہ چونکہ تیری قربانی قبول ہو گئی ہے ۔ اور میری قربانی قبول نہیں ہوئی ۔ اس لئے اب میرا جینا دنیا میں دشوار ہو گیا ہے ۔ تو خواہی کہ خواہر نیکوئی مرا بگیری و من خواہر زشت ترا بگیرم پس ہابیل آن جواب گفت کہ خدا در قرآن یاد کردہ است و قابیل سنگے بر سر او زد و او را کشت (ترجمہ) تیرا ارادہ ہے کہ تیری بدصورت بہن کو میں لوں ۔ اور میری خوبصورت بہن کو تم لے لو ۔ ہابیل نے جواب میں وہی کہا جو خدا نے قرآن میں فرمایا ہے اور قابیل نے ایک پتھر اٹھا اس کے سر پر دے مارا ۔ اور اس کو مار ڈالا

تیسری حدیث سنئے ۔ یہ حدیث جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے اور حیوۃ القلوب کے اسی صفحہ پر واقع ہے ۔ و بسند صحیح منقول است کہ از حضرت امام رضا پرسیدند کہ نسل از آدم چگونہ بہم رسید ۔ فرمود حوا حاملہ شد بہ ہابیل و خواہر او در یک شکم ۔ و در شکم دوم بہ قابیل و خواہر او ۔ پس ہابیل را بہ خواہر قابیل و قابیل را بہ خواہر ہابیل تزویج نمود ۔ و بعد از اں نکاح خواہر حرام شد (ترجمہ) سند صحیح کے ساتھ منقول ہے کہ لوگوں نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آدم علیہ السلام کی نسل کیونکر بڑھی ۔ آپ نے فرمایا کہ جناب حوا ایک حمل میں ہابیل اور اس کی بہن سے حاملہ ہوئیں ۔ اور دوسرے حمل میں قابیل اور اس کی بہن سے حاملہ ہوئیں ۔ پس ہابیل کا نکاح قابیل کی ہمشیرہ سے ۔ اور قابیل کا نکاح ہابیل کی ہمشیرہ سے کر دیا ۔ اس کے بعد ہمشیرگان کا نکاح بھائیوں سے حرام ہو گیا ؛

میں نے دو حدیثیں عرض کی ہیں۔ ایک حدیث کے راوی جناب امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ اور دوسری حدیث کے راوی جناب امام زین العابدین کے فرزند ارجمند جناب امام محمد باقر علیہ السلام ہیں اور ایک قول میں نے بیان کیا ہے جو سند صحیح کیساتھ جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے۔ ان تین روایات سے میں نے اپنے مدعا کو ثابت کر دیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی شریعت مطہرہ میں ہمشیرگان کا نکاح سگے بھائیوں کیساتھ جائز تھا۔ اور خود آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کا نکاح اپنی ہی اولاد سے کیا:۔

مولوی فیض محمد نے اٹھکر کہا کہ آپ جو روایت پیش کرتے ہیں وہ حیوۃ القلوب ہی کی روایت پیش کرتے ہیں۔ حیوۃ القلوب حدیث کی کتاب نہیں ہم اسے نہیں مانتے پھر یہ دونوں حدیثیں اور امام رضا کا قول قرآن پاک کے برخلاف ہے۔ اور جو حدیث اور قول قرآن کے برخلاف ہو وہ قابل حجۃ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالےٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ حرمت علیکم امہاتکم و بناتکم واخواتکم و عماتکم و خالاتکم و بنات الاخ و بنات الاخت و امہاتکم اللاتی ارضعنکم واخواتکم من الرضاعۃ و امہات نسائکم الآیۃ (ترجمہ) حرام کی گئی ہیں تم پر مائیں تمہاری۔ اور بیٹیاں تمہاری۔ اور بہنیں تمہاری۔ اور پھوپھیاں تمہاری۔ اور خالائیں تمہاری۔ اور بھتیجیاں تمہاری۔ اور بھانجیاں تمہاری اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔ اور تمہاری رضاعی بہنیں۔ اور ساسیں تمہاری

جب قرآن پاک میں بہنوں کا نکاح سگے بھائیوں کیساتھ حرام ثابت ہوا تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آدم علیہ السلام نے کتاب اللہ کے خلاف اپنے لڑکوں کا نکاح اپنی لڑکیوں کے ساتھ کیا ہو:۔

اس کے علاوہ حرمت ماضی کا صیغہ ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ بہنوں کا نکاح بھائیوں کیساتھ پہلے ہی حرام کیا گیا ہے۔ ان سب باتوں کے علاوہ جو حدیث آپ نے پیش کی ہے اس کا راوی ابو حمزہ ثمالی ہے۔ اور وہ نبیذ اور شراب پیا کرتا تھا۔ شراب سنیوں کے مذہب

میں حلال ہے۔ شیعوں کے مذہب میں حلال نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابو حمزہ ثمالی سنی تھا۔ شیعہ نہیں تھا۔ لہٰذا سنیوں کے روایات ہمارے ہاں قابل اعتبار نہیں۔ اور نہ مقام استدلال میں وہ پیش کئے جا سکتے ہیں:۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب اٹھے اور فرمایا کہ جب ہم لوگ قرآن پاک کو شیعوں کے سامنے پیش کرتے ہیں تو شیعے جھٹ کہہ دیتے ہیں کہ یہ قرآن ناقص ہے۔ اس کی ترتیب ناقص ہے۔ اس قرآن میں سے دس پارے سنیوں نے چرائے ہوئے ہیں جن میں اہلبیت کی تعریف تھی۔ یہ قرآن محرف اور مبدل ہے۔ یہ قرآن امیر عثمان کا جمع کیا ہوا ہے۔ یہ حضرت علی کا جمع کیا ہوا قرآن نہیں ہے۔ مکی آیات مدنی سورتوں میں۔ اور مدنی آیات مکی سورتوں میں گھسیڑ دی گئی ہیں۔ اس لئے یہ قرآن قابل حجۃ اور لائق استدلال نہیں:۔

اور اس دفعہ شیعوں کے سامنے ان کی معتبر اور مستند کتابیں پیش کی گئی ہیں۔ مگر آج وہ یہ راگ الاپ رہے ہیں کہ یہ ہماری معتبر کتاب نہیں۔ یہ کتاب حدیث کی نہیں۔ یہ کتاب مقام استدلال میں پیش کرنے کے لائق نہیں۔ بتلاؤ جب قرآن بھی قابل حجت نہ رہا اور کتابیں بھی ان کی معتبر اور مستند نہ ہوئیں تو ان کا مذہب کیسے قابل حجت اور معتبر ہو گیا۔ جس مذہب کی کتابیں غیر مستند ہوں وہ مذہب بھی غیر مستند ہوتا ہے:۔

کوئی شخص نہیں جانتا کہ حیوۃ القلوب شیعوں کی کتاب ہے۔ اور کون شخص نہیں جانتا کہ حیوۃ القلوب کے مصنف ملا محمد باقر مجلسی ہیں۔ جو متعصب شیعہ ہونے کے علاوہ ان کے نزدیک مسلم الثبوت مجتہد ہیں۔ آج اگر یہ لوگ اپنی کتابوں سے انکار کریں تو یہ ان کا انکار ان کے ضعف اور بزدلی کی علامت ہے۔ پہلے سے لکھ دیتے کہ ہم فلاں فلاں کتاب کی سند نہیں مانیں گے۔

قرآن پاک میں بیشک بہنوں کا نکاح بھائیوں کیساتھ حرام لکھا ہے۔ اور شریعت محمدیہ میں یہ نکاح حرام ہے۔ مگر جس مسئلہ کے متعلق اسوقت گفتگو شروع ہے۔ اس مسئلے

کا تعلق آدم علیہ السلام کی شریعت سے ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت مطہرہ کیساتھ نہیں۔ یا آدم علیہ السلام کے لڑکوں کا نکاح اپنی ہمشیروں کیساتھ شریعت آدم کی روسے ہوا ہے۔ شریعت محمدیہ کی رو سے نہیں ہوا تھا۔ آدم علیہ السلام کی شریعت میں یہ نکاح جائز تھا۔ پھر حرام ہو گیا

شریعتیں مختلف ہوتی چلی آئی ہیں۔ اگر تمام شریعتوں کے اصول و فروع یکساں ہوتے تو خداوند قدوس کو مختلف اور متعدد کتابوں کے بھیجنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ ایک ہی کتاب کافی تھی۔ تمام پیغمبر اسی ایک کتاب کے احکام اور اصول شائع فرماتے چلے آتے۔ رسولوں کے اختلاف کیساتھ کتابوں کا مختلف ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ انبیا علیہم السلام کی شریعتیں گرچہ اصول میں متحد اور متفق تھیں۔ مگر فروع میں مختلف تھیں۔ اور یہ اظہر من الشمس مسئلہ ہے۔ اس میں خفا کا شائبہ تک نہیں :۔

پھر یہی اعتراض جو اسوقت آپ کر رہے ہیں ایک قریشی بزرگ نے جناب زین العابدین علیہ السلام پر بھی کیا تھا۔ جس کا جواب حضور نے بھی دیا تھا۔ جو میں اسوقت عرض کر رہا ہوں پھر حیٰوۃ القلوب کے صفحہ ۷۹ و ۸۰ کی پہلی روایت کو غور سے پڑھیں :۔

اور کیا بارہ اماموں میں سے یہ تین امام بھی قرآن پڑھے ہوئے تھے یا نہیں ؟ اگر پڑھے ہوئے تھے تو کیا قرآن کے معانی اور مفاہیم کو آپ جنبا سمجھتے تھے یا نہیں۔ اگر سمجھتے تھے تو بتلاؤ کہ پھر ان تین جلیل القدر اماموں نے کیوں اس نکاح کو روایت کیا۔ اور ملا محمد باقر مجلسی نے ان تین اماموں کے اقوال کو کیوں درج کتاب کیا۔ جناب زین العابدین علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ کے پوتے جناب امام رضا علیہ السلام سے بڑھکر کون قرآن پاک کو سمجھ سکتا ہے۔ اس نکاح سے انکار کرنا حقیقت میں ائمہ ثلثہ کی تردید اور تکذیب ہے۔ آپ میری تغلیط نہیں کر رہے ہیں حقیقت میں بارہ اماموں کی صداقت اور راستبازی کی تردید اور تغلیط کر رہے ہیں :۔

رہا ابو حمزہ ثمالی کا قصہ کہ وہ سنی تھا۔ تو دنیا جانتی ہے کہ ابو حمزہ شیعہ تھا اور غالی شیعہ

شیعہ تھا۔ ہرگز سنی نہیں تھا۔ اور نبیذ پینے سے اس کو سنی سمجھنا کمال نادانی ہے۔ نبیذ شیعہ مذہب میں حلال ہے۔ نبیذ سے وضو کرنا شیعہ مذہب میں جائز ہے۔ استبصار جلد اول کے صفحہ ۹۵ پر ہے۔ قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اصاب ثوبی نبیذ اصلی فیہ قال نعم قلت لہ قطرۃ من نبیذ قطرت فی جب اشرب منہ قال نعم ان اصل النبیذ حلال وان اصل الخمر حرام (ترجمہ) ابو بکر حضرمی کہتا ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ میرے کپڑے کو نبیذ لگ گیا ہے۔ میں اس کپڑے میں نماز پڑھوں آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ نبیذ کا ایک قطرہ میں نے کنوئیں میں ڈال دیا ہے اس کنوئیں سے پانی پیوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس لئے نبیذ کا اصل حلال ہے اور شراب کا اصل حرام ہے ۱۲۔ اور اسی استبصار کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے انہ سال ابا عبد اللہ علیہ السلام عن النبیذ فقال حلال (ترجمہ) کلبی نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نبیذ کی نسبت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا نبیذ حلال ہے۔

شیعہ مذہب میں نبیذ تو بجائے خود شراب بھی پلید نہیں۔ استبصار کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اذا اصاب ثوبی شئی من الخمر اصلی فیہ قبل ان اغسلہ قال لاباس ان الثوب لا یسکر (ترجمہ) حسن ابن ابی سارہ کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے کپڑوں پر شراب پڑ گیا ہے میں ان کپڑوں میں نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا کیا ڈر ہے پڑھو۔ کپڑوں کو نشہ نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ بھنگ حقہ کے عادی عموماً شیعہ ہوتے ہیں۔ ابو حمزہ کا شرابی ہونا اس کے شیعہ ہونے کی دلیل ہے

آپ فرماتے ہیں حرمت ماضی کا صیغہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کے وقت بھی محرمات مذکورہ فی القرآن حرام تھیں۔ یہ غلط ہے۔ کسی مفسر نے یہ معنی نہیں لیا۔ یہاں ماضی بمعنی مضارع ہے۔ ابتداء میں ماضی عموماً مضارع کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے

یہاں اس بات کو ذکر کرنا لطف سے خالی نہیں ہو گا۔ کہ جب مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے قرآن پاک کی آیت حُرمت علیکم امہاتکم پڑھی تو بجائے امہاتکم بفتح المیم کے آپ نے امہاتکم بضم المیم پڑھ دیا اور جتنی دفعہ شیعہ مناظر نے یہ آیت پڑھی اتنی ہی دفعہ یہ لفظ غلط پڑھا۔ ایک جوشیلے حافظ صاحب مجلس مناظرہ میں کھڑے ہوئے تھے انہوں نے شیعہ مناظر کو للکار کر کہا کہ خدارا قرآن تو غلط نہ پڑھو۔ گنہ گار تو نہ کرو۔ بولنے کی ہمیں اجازت نہیں کہ آپکو لقمہ دیکر سمجھاتے اور آپ اتنی مہربانی کریں۔ کہ قرآن ذرا صحیح پڑھا کریں ::

مولوی فیض محمد شیعہ اٹھے اور کہنے لگے کہ اماں حوا کا ایک حمل میں دو فرزندوں کا جننا قرآن سے ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ایک حمل میں ایک ہی بچہ جنتی تھیں اللہ فرماتا ہے فلما تغشها حملت حملا خفیفا فمرت بہ۔ (ترجمہ) جب آدم علیہ السلام نے جناب حوا سے جماع کیا تو ان کو ایک خفیف سا حمل ہو گیا۔ کہ وہ اس کو کئی مہینے لئے لئے پھرتی تھی۔ اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جناب حوا کو ایک خفیف سا حمل ہوا تھا۔ اور وہ اس حمل کو مہینوں لئے پھری۔ جب پیٹ میں دو بچے ہوں تو وہ حمل خفیف نہیں ہوتا بلکہ حمل ثقیل ہو جاتا ہے۔ پھر اس حمل کو اٹھا کر پھرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔

مولانا مولوی قطب الدین صاحب نے جواب دیا کہ یہ آیت اماں حوا اور آدم علیہ السلام کے بارہ میں نہیں ہے تاکہ اس سے یہ نتائج اخذ کئے جائیں جو آپ اخذ کر رہے ہیں اس آیت کا تعلق اور ارتباط مطلق انسان کے ساتھ ہے۔ جب آپکو اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ آیت کسی فرد خاص کے ساتھ متعلق ہے یا بالعموم انسان کیساتھ اس کا تعلق ہے۔ تو پھر آپ مناظرہ کے لئے کیسے کھڑے ہو گئے ہیں۔ پہلے قرآن پڑھیں پھر مباحثات علمیہ میں حصہ لیں ::

اسوقت اہل سنت وجماعت کے سمجھدار مولویوں نے مولوی فیض محمد شیعہ کو کہا کہ آپ سند دکھائیں تب مناظرہ کریں۔ کہاں سے آپ فارغ التحصیل ہو کر نکلے ہیں۔ ایک زبردست عالم کے مقابلہ میں کھڑے ہو جانا کمال بے حیائی ہے۔ ان کے طالب علموں سے بھی تم مناظرہ نہیں کر سکتے۔ مولانا صاحب

نے ان مولویوں کو کمال متانت سے سمجھایا اور فرمایا کہ آپ لوگ چپ رہیں۔ اس طرح بے اجازت بولنا آداب اور انتظام مجلس کے برخلاف ہے :۔

مولانا صاحب نے حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ سنئے جو آیت شیعہ مناظر جناب آدم علیہ السلام اور جناب حوا علیہا السلام کیساتھ چسپاں کر رہے ہیں وہ ان دونوں کیساتھ چسپاں نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی مفسر نے اس آیت کا تعلق حضرت آدم اور حضرت حوا کیساتھ بیان کیا ہے۔ پوری آیت کے سننے سے اس کی حقیقت منکشف ہو سکتی ہے۔ پوری آیت اتنی ہے

فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ۔ فلما اثقلت دعوا اللہ ربھما لئن اتیتنا صالحا لنکونن من الشاکرین فلما اتاھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتاھما فتعالی اللہ عما یشرکون۔ (ترجمہ) تو مرد جب عورت سے لپٹ جاتا ہے۔ تو عورت کو ایک ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے۔ پھر وہ اس حمل کو لئے لئے پھرتی ہے۔ پھر جب حمل کی وجہ سے عورت زیادہ بوجھل ہو جاتی ہے۔ تو میاں بی بی دونوں مل کر خدا سے کہ وہی ان کا پروردگار ہے دعا مانگتے ہیں کہ اے خدا اگر تو ہم کو جیتا جاگتا پورا بچہ عنایت کریگا تو ہم تیرا بڑا احسان مانیں گے۔ پھر جب خدا ان کو جیتا جاگتا پورا بچہ عنایت کرتا ہے تو اس اولاد میں جو خدا نے ان کو عنایت کی تھی خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں :۔

غور کرو یہ مطلق انسان کی نسبت حضرت خدا فرما رہے ہیں یا خاص آدم علیہ السلام کی بابت ارشاد ہے۔ اس آیت کا کوئی تعلق میری پیش کردہ روایات کے ساتھ نہیں ہے۔ آپ نے یونہی وقت ضائع کیا۔ میں اس آیت کی نسبت اس سے زیادہ اور کوئی جواب نہیں دیتا :۔

پادری صاحب نے شیعہ مناظر سے پوچھا کہ آپ کا کیا اعتقاد ہے۔ کہ نسل آدم ابتدا آفرنیش میں کیونکر چلی :۔

شیعہ مناظر نے کہا اس طرح نہیں چلی جس طرح مولوی قطب الدین صاحب کہہ رہے ہیں کہ بھائیوں کا نکاح بہنوں کیساتھ کیا گیا ہو۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہابیل

کا نکاح ایک حور سے کیا گیا۔ اور قابیل کا نکاح ایک جنیہ عورت سے کیا گیا۔ آدمیوں کی نسل ہابیل سے اور جنوں کی نسل قابیل سے چلی۔

مولوی صاحب نے پادری صاحب سے فرمایا کہ جناب اس سے یہ بھی پوچھ لیں۔ کہ آدم علیہ السلام کے لڑکوں کا نکاح تو یا حور سے ہوا یا جنیہ عورت سے۔ لیکن آدم علیہ السلام کی لڑکیوں کا نکاح کس سے ہوا۔ فرشتوں اور جنوں سے۔ یا کسی اور سے۔ یا سرے سے ہوا ہی نہیں۔ سند معتبر کیا تھا اس کو بیان کرے۔ اس پر سامعین نے خوب ایک مسرت انگیز قہقہہ لگایا:۔

پھر پادری صاحب نے شیعہ مناظر سے پوچھا اچھا بتاؤ کہ اماں حوا علیہا السلام کیونکر پیدا ہوئی۔ شیعہ مناظر نے جواب دیا کہ آدم علیہ السلام کے بت سے جو مٹی بچی تھی اس مٹی سے اماں حوا کا بت بنایا گیا۔ اور آدم علیہ السلام کی طرح اس میں روح پھونکا گیا۔

پھر پادری صاحب مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ جناب حوا کی پیدائش کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے۔ مولانا صاحب نے جواب دیا کہ خدائے قادر نے آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی کو چیر کر جناب حوا علیہ السلام کو پیدا کیا

پادری صاحب نے پھر پوچھا کہ جناب آدم علیہ السلام اور جناب حوا کا آپس میں نکاح بھی ہوا یا نہیں؟ مولانا صاحب فرمایا کہ نکاح ہوا۔ اور ضرور ہوا۔ پادری صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ جب حوا علیہا السلام آدم کے اندر سے پیدا کی گئی۔ تو یہ نکاح کیسے صحیح ہو گیا۔ اس خیال سے تو آدم اور حوا میں باپ بیٹی کا سا رشتہ ہو جائیگا:۔

مولانا صاحب نے فرمایا۔ بیٹی کی تعریف جناب حوا علیہا السلام پر صادق نہیں آتی بیٹی کہتے ہیں۔ جو باپ کے نطفہ سے میعاد مقررہ کے بعد حسب دستور خود بخود و تحریک طبعی سے ماں کے رحم سے پیدا ہو۔ اور تدریجاً بڑھ کر جوان ہو۔ یہاں یہ تعریف مفقود اور نابود ہے والدہ ہمیشہ مونث ہوا کرتی ہے۔ آدم علیہ السلام مذکر ہیں۔ پھر آدم علیہ السلام کے رحم سے نہیں نکلیں۔ بلکہ بائیں چھوٹی پسلی کو چیر کر نکالی گئیں۔ پھر خود بخود نہیں پیدا ہوئیں۔ بلکہ قادر مطلق

اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے نکال لیا۔ پھر تدریجاً بڑھکر جوان نہیں ہوئی۔ بلکہ جوان پیدا کی گئیں۔ اور اسیوقت تھوڑی دیر کے بعد دونوں کا نکاح کر دیا گیا۔ بیٹی کیسے بن گئی۔ خدا کے پاس خلقت اور پیدائش کے قوانین نامحدود ہیں۔ ہر نوع مخلوق میں پیدائش کا طریقہ مختلف اور دوگرگون ہے۔ آدم علیہ السلام کی پیدائش میں ایک قانون برتا۔ اور جناب حوا کی تخلیق میں دوسرا قانون استعمال کیا۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق اور تکوین میں تیسرا قانون استعمال فرمایا:۔

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے اثنائے گفتگو میں کھڑے ہو کر کہا کہ کسی کتاب سے اس کی سند آپ پیش کر سکتے ہیں:۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اسی طرح فرماتے ہیں جسطرح میں نے عرض کیا ہے۔ حیوۃ القلوب جلد اول کے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے۔ بسند معتبر از حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ منقول است کہ مخلوق شد حوا از دندۂ کوچک حضرت آدم در وقتیکہ او در خواب بود و بجائے آں دندہ گوشت رویانید (ترجمہ) سند معتبر کیساتھ جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ حواء حضرت آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے پیدا کی گئی۔ جب وہ نیند میں پڑے سو رہے تھے۔ اور اس پسلی کی جگہ اللہ نے گوشت پیدا کر دیا انتہی

اور اسی کتاب کے صفحہ ۴۲ پر لکھا ہے۔ و حوا را برائے ایں حوا گفتند کہ از حیوان خلق شدہ (ترجمہ) اور حوا کو اس لئے حوا کہتے ہیں کہ وہ حیوان سے پیدا کی گئی۔ انتہی۔ اور اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا (ترجمہ) وہی خدا ہے کہ جس نے تمکو تن واحد سے پیدا کیا۔ اور اسی تن واحد سے اس کا جوڑا پیدا کیا:۔

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے اٹھکر کہا کہ نفس ایسی چیز نہیں جس سے کوئی جاندار چیز پیدا ہو سکے۔ نفس آدم سے جناب حوا علیہا السلام کس طرح پیدا ہو گئیں:۔

خلق منہا زوجہا۔ کے یہ معنے نہیں کہ نفس آدم سے اس کی زوجہ کو پیدا کیا گیا۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کی جنس کا جوڑا بنایا۔ جیسے دوسری جگہ اللہ فرماتا ہے۔ واللّٰہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدۃ اس آیت کا یہ معنے ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تمہاری جنس سے تمہاری بیبیاں بنائیں۔ اور تمہاری بی بیوں سے تمہارے لئے بیٹوں اور پوتوں کو بنایا یہ معنے نہیں کہ تمہاری جانوں سے تمہاری بیبیاں پیدا کیں۔

مولانا صاحب نے جواب دیا۔ کہ نفس کے معنے جان کے بھی ہیں۔ آپ لغت کی کتابیں نکالکر دیکھ لیں۔ صرف روح کے معنے میں مستعمل نہیں۔ اور ان دونوں آیتوں میں نفس کے معنے روح کے نہیں بلکہ جسم اور جان کے ہیں۔ چنانچہ جناب امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ حوا کو اس لئے حوا کہتے ہیں کہ وہ حیوان سے متولد اور مخلوق ہوئی ہے۔ آپ نے لفظ نفس کو جو (نفس واحدۃ) میں موجود ہے۔ جسم متحرک کے معنے میں استعمال فرمایا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت بہم پہنچایا جائے۔ اور امیر علیہ السلام سے یہ روایت بھی ابھی پیش ہو چکی ہے کہ حضرت حوا کی پیدائش آدم علیہ السلام کی چھوٹی پسلی سے ہوئی ہے۔ تو پھر کوئی شبہ اور خفا باقی نہیں رہتا کہ یہاں نفس کے معنے زندہ جسم کے ہیں ::

اور وجعل لکم من انفسکم ازواجا کے معنے بھی یہی ہیں کہ اللہ نے تمہاری جانوں سے تمہاری بیبیاں بنائیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خلق منہا زوجہا میں لفظ نفس سے جو ضمیر مجرور کا مرجع ہے۔ آدم علیہ السلام کی عین ذات مراد ہے کیونکہ بوقت پیدائش حوا آدم علیہ السلام کی نظیر اور مثال موجود نہ تھی۔ اور واللّٰہ جعل لکم من انفسکم ازواجا میں لفظ نفس سے شوہروں کے سوا باقی تمام مخاطب بندوں کے اجسام اور جانیں مراد ہیں کیونکہ کثرت مخلوق کے بعد خود شوہروں کے جسموں سے ازواج پیدا کرنیکی ضرورت نہیں رہی کیونکہ شوہروں کے سوا شوہروں کی نظیریں اور مثالیں کثرت سے موجود ہیں۔ اور اولاد کا والدین کے نطفہ اور خون سے بلکہ والدات کے رحم سے پیدا ہونا بعینہٖ ان

جسموں سے پیدا ہوتا ہے۔ ہاں البتہ آدم علیہ السّلام کے جسم سے جناب حوا جس طریق سے پیدا کی گئی تھی اب کثرت مخلوق کے وقت اوسی طریق سے ازواج نہیں پیدا کی جائیں۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ازواج پیدا جسموں اور جانوں سے ہوتے ہیں۔ روحوں سے نہیں پیدا ہوتے :۔

مسئلہ پانچواں پر بحث

پادری صاحب نے مولوی قطب الدین صاحب کو فرمایا کہ آپ پانچویں مسئلہ کے متعلق تقریر کریں :۔

مولانا مولوی قطب الدین صاحب اُٹھے۔ اور سامعین کو سمجھایا کہ پانچواں مسئلہ دراصل دو مسئلے ہیں ایک مسئلہ فدک ہے اور ایک یہ مسئلہ ہے کہ میں شیعوں کی معتبر کتابوں سے ثابت کرونگا کہ جناب امام حسین علیہ السلام کی دو بیٹیاں سیدہ فاطمہ اور سیدہ سکینہ جناب امیر عثمان رضی اللہ کے دو پوتوں کے گھر تھیں۔ سیدہ فاطمہ پہلے جناب حسن مثنیٰ علیہ السلام کے نکاح میں تھیں۔ بیوہ ہونیکے بعد جناب امیر عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہم سے نکاح کیا۔ اور سیدہ سکینہ پہلے مصعب ابن زبیر رضہ کے نکاح میں تھیں۔ جب بیوہ ہوگئیں تو جناب امیر عثمان کے پوتے زید سے نکاح کیا۔

اس پچھلے مسئلہ کے لئے غلامی کوڑیانہ اور سید گل حسین شیعے حافظ محمد دین اور سردار اسند رانہ سنیوں کو ساتھ لیکر میرے پاس گئے اور بعد اصرار کہنے لگے کہ اس مسئلہ کو آپ مسائل مبحوثہ سے نکال دیں۔ شیعے اصرار کرتے تھے اور سنی ان کی سفارش کرتے تھے۔ مجبوراً میں نے لکھ دیا کہ اچھا اس مسئلہ کے متعلق بحث نہ ہوگی :۔

آج اگر یہ لوگ اس مسئلہ پر مباحثہ کرنا چاہتے ہیں تو حسبۃ اللہ کریں۔ میں تیار ہوں۔ مگر یہ چاروں شخص جن کا میں نے نام لیا ہے مجلس مناظرہ میں موجود ہیں آپ پہلے ان سے دریافت کرلیں کہ واقعہ اس طرح ہے جس طرح میں عرض کر رہا ہوں۔ یا

اس کے برخلاف پادری صاحب ابھی پوچھنے نہ پائے تھے کہ شیعہ مولوی نے کہدیا کہ چونکہ یہ مسئلہ ہماری رائے میں خارج از بحث ہو چکا ہے ہم اس مسئلہ پر بحث کرنا نہیں چاہتے اس پر پادری صاحب نے مولوی قطب الدین صاحب کو فرمایا کہ اچھا فدک کے متعلق آپ تقریر کریں۔ اور پہلے یہ بتائیں کہ فدک چیز کیا ہے:۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ چند کھجوروں کے باغ کا نام فدک ہے جو مدینہ شریف سے تقریباً تین منزل پر واقع ہے۔

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے اس پر اعتراض کیا کہ مولوی قطب الدین غلط کہہ رہے ہیں۔ فدک صرف کھجوروں کا نام نہیں۔ بلکہ ایک شہر اور موضع کا نام ہے۔

مولانا صاحب نے جواب دیا شہر نہیں۔ یہ شیعہ صاحب بھی غلط کہہ رہے ہیں۔ فدک ایک چھوٹی سی بستی کا نام ضرور ہے۔ مگر آمدنی کا ذریعہ صرف کھجوریں اور زمین قابل زراعت ہیں بستی کی دیواروں سے کوئی آمدنی بیت المال میں نہیں آتی تھی۔ اور بستی کا بھی نصف حصہ تمام بستی بھی مال فئی میں شامل نہیں تھی۔

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے پادری صاحب سے کہا کہ آپ پہلے شیعہ مناظر سے یہ دریافت کریں کہ جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا فدک کی مالک ہوئیں۔ تو کیونکر ہوئیں۔ ظاہر ہے کہ مالک ہونے سے قبل نہ آپ دعوےٰ کرسکتی ہیں۔ اور نہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سے اس کا مطالبہ فرماسکتی ہیں۔ تبلاؤ کہ فدک کس طرح خاتون جنت کے ملک میں آیا۔ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں آپکو بخش دیا تھا۔ یا آپ نے کسی سے خرید کیا تھا۔ یا کسی رشتہ دار کی میراث سے آپ کو ملا تھا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ترکہ مانگتی تھیں۔ ذرا تفصیل سے آپ ملک ثابت کریں۔ تاکہ بیان کیا جائے کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فدک نہ دینے میں حق بجانب تھے:۔

پادری صاحب نے شیعہ مناظر سے دریافت کیا۔ شیعہ مناظر نے جواب دیا کہ یہ مولوی قطب الدین کا فرض ہے وہ خود بیان کرے اور پھر تبلائے کہ حضرت ابوبکر صدیق فدک نہ دینے میں حق بجانب تھے:۔

مولانا صاحب نے فرمایا۔ یہ شیعہ مناظر کا فرض ہے وہ تبلائے کہ سیدۃ النساء نے جو دعوے دائر کیا تھا اس کا کیا مضمون تھا۔ اور جناب فاطمۃ الزہرا نے اپنی ملکیت کس ذریعہ سے ثابت فرمائی تھی۔

شیعہ مناظر نے کہا کہ نہ یہ میرا فرض ہے اور نہ میں بیان کرتا ہوں۔ پادری صاحب نے مولانا صاحب کو فرمایا۔ مولانا آپ ہی بیان کردیں معاملہ بڑھتا جاتا ہے۔ اور وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اس جھگڑے کو آپ ہی پاک کردیں۔

اس پر سب انسپکٹر شیخ عبدالحمید خان صاحب نے اٹھ کر فرمایا۔ پادری صاحب فیصلہ فرمائیں۔ جب شیعہ مناظر مدعیہ صلوات اللہ علیہا کی طرف سے اثبات ظلم اور غصب کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ یہ تبلائیں کہ فدک کس طرح سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کے ملک میں داخل ہوا۔

جو چیزیں اسوقت میرے ملک میں داخل ہیں ان کی نسبت میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ چیز میں نے بازار سے خریدی ہے۔ یہ چیز مجھے گورنمنٹ کی طرف سے انعام میں ملی ہے۔ یہ چیز مجھے فلاں دوست نے مرحمت فرمائی ہے۔ یہ چیز مجھے فلاں شخص نے بخش دی ہے۔ مولوی فیض محمد شیعہ مناظر بتائیں۔ کہ جس فدک کا مطالبہ بعد از وفات نبی دختر نبی نے خلیفہ اول سے کیا تھا وہ کس ذریعہ دختر نبی کے ملک میں داخل ہوا تھا۔

مولوی محمد قطب الدین صاحب نے توضیح تقریر کے لئے اٹھکر بیان فرمایا کہ اگر جناب سیدۃ النساء نے اپنے باپ کا ترکہ میراث میں طلب کیا تھا تو خاص فدک ہی کو کیوں طلب کیا۔ تخمی سلطنت تھی۔ بہت سے ملک رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں فتح ہو چکے تھے۔ سب کے مالک رسول خدا تھے۔ بیت المال میں بہت سا مال جمع تھا۔ رسول خدا کی نو بیبیاں وقت وفات موجود تھیں۔ ہر ایک بی بی رضہ علیحدہ مکان میں رہتی تھی۔ مکان کے علاوہ ہر مکان میں حسب ضرورت اثاث البیت بھی تھا جس کے مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام مال متروکہ میں سے صرف آٹھواں حصہ نو بیبیوں کا تھا۔ باقی سات حصوں کی مالکہ شریعت کی رو سے تمہارے خیال کے مطابق دختر

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا تھیں۔ تو آپ نے اپنے حصہ شرعی کے مطابق تمام مال متروکہ کا مطالبہ کیوں نہ کیا۔ صرف فدک ہی کا دعوےٰ کیا۔ شیعہ مناظر کو چاہئے۔ کہ وہ تخصیص بیان کرے اور بتلائے کہ خصوصیۃ کیا تھی دختر رسول خدا نے فدک کا کیوں مطالبہ کیا۔

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر نے باوجود سخت اصرار کرنے اور بار بار تقاضا کرنے کے بھی اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ آخر پادری صاحب نے مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ ثابت کریں۔ حضرت ابوبکر صدیق خلیفۂ اول فدک نہ دینے میں حق بجانب تھے :-

مولانا مولوی قطب الدین صاحب نے بیان فرمایا کہ حیوۃ القلوب جلد ثانی کے صفحہ ۲۱۸ پر مرقوم ہے وگفت اے دختر حق تعالےٰ فدک را بہ پدر تو دادہ است وا در امخصوص بآن گردانیدہ است۔ ومسلمانان را دران بہرہ نیست۔ و بہ چہ خواہم درآن میتوانم کرد۔ و مادر تو خدیجہ مہرے برمن داشت و من فدک را بعوض آں بتو بخشیدم کہ از تو باشد وبعد از تو از فرزندان تو باشد (ترجمہ) رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا کو فرمایا کہ اللہ پاک نے فدک خاص تیرے باپ کو دیا ہے۔ اور یہ میرے ہی ساتھ مخصوص ہے۔ باقی مسلمانوں کا اس میں کوئی حق نہیں۔ میں جس طرح چاہوں تصرف کر سکتا ہوں۔ تیری ماں خدیجہ کا مہر مجھے دینا تھا۔ میں نے اس مہر کے بدلے فدک تجھے بخشا یہ تیرے لئے ہے اور تیرے بعد تیرے بچوں کے لئے ہوگا۔ انتہی

اس روایت سے معلوم ہوگیا کہ فدک کیساتھ سیدۃ النساء کا مالکانہ تعلق یوں ہوا تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر خدیجہ کے عوض میں آپ کو دیدیا تھا :-

اب اگر شیعوں کی کتاب سے یہ ثابت ہو جائے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں اپنا تمام مہر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاف کر دیا تھا۔ یا اپنے گرہ سے ادا کیا تھا تو شیعوں کی مذکورہ بالا روایت غلط ہو جائیگی؟ یا نہیں۔ اور روایۃ کے غلط ہو جانے سے جناب سیدۃ النساء کا مالکانہ تعلق بدستور قائم رہیگا۔ یا ساقط ہو جائیگا؟ دوستان اہل بیت ایسی صورت میں اپنی روایات کا مطالعہ کرنے کے بعد ایمان سے بتائیں۔ کہ

عندالشرع جناب سیدۃ النساء کا مطالبہ فدک صحیح قرار دیا جائیگا۔ یا کس طرح۔ اور ایسی صورت میں اگر خلیفہ اول نے فدک دینے میں کوئی عذر شرعی کر دیا ہو تو کونسا عیب عائد ہوتا ہے پہلے مجھے یہ بتانا چاہئے۔ کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ کا مہر کتنا تھا اور پھر یہ بتاؤں کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ نے اپنا تمام مہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاف کر دیا تھا۔ یا بوقت تزویج اپنے مال سے ادا کر دیا تھا۔

سنئے حیوۃ القلوب جلد ثانی کے صفحہ ۹۱ پر لکھا ہے " بعد از و رسول خدا او را بحبالہ خود در آورد۔ دوازدہ اوقیہ طلا مہر او گردید " (ترجمہ) ابن زرارہ تیمی کے بعد رسول خدا نے جناب خدیجۃ الکبریٰ کو نکاح کیا۔ اور باراں اوقیہ سونا اس کا مہر مقرر ہوا۔ انتہی۔ اور صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے۔ تزویج کردم بتو ای محمد نفس خود را و مہر من در مال من است (ترجمہ) جناب خدیجۃ الکبریٰ نے فرمایا اے محمد میں نے اپنے نفس کو تیرے ساتھ نکاح کر دیا ہے۔ اور میرا مہر میرے مال میں ہے۔ انتہی۔ اور اس عبارت سے تھوڑا سا آگے لکھا ہے۔ پس ابو طالب گفت اے گروہ گواہ باشید کہ او خود را بمحمد تزویج کرد و مہر خود را ضامن شد (ترجمہ) پھر ابو طالب نے حاضرین مجلس کو کہا کہ تم لوگ گواہ رہو۔ خدیجہ نے اپنے آپ کو محمد کے ساتھ نکاح کر دیا ہے اور اپنے مہر کی خود ہی ضامن ہوتی ہے۔ انتہی ۱۲۔ اور اسی حیوۃ القلوب کے صفحہ ۱۰۴ پر مرقوم ہے۔ واللہ اے محمد من خود را کنیز تو میدانم و اموال و غلامان و کنیزان من ہمہ از تواند و کسیکہ جان خود را از تو دریغ نہ دارد چگونہ در مال با تو مضائقہ نماید و از بسیاری مہر پروا مکن کہ من مال خود میدہم (ترجمہ) جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افلاس کا عذر کیا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے عرض کیا خدا کی قسم محمد میں اپنے آپ کو تمہاری لونڈی سمجھتی ہوں۔ میرے تمام اموال تمام غلام تمام لونڈیاں آپ ہی کی ہیں۔ جو عورت اپنی جان تک سے دریغ نہیں کرتی کیا وہ اپنا مال دینے سے پرواہ کریگی۔ ہرگز نہیں۔ اور مہر کی زیادتی کا کوئی فکر نہ کریں میں اپنے مال سے دیئے دیتی ہوں۔ انتہی

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر اٹھے اور اٹھتے ہی چلا کر کہا کہ دیکھو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنی مناظر مفلس اور بھوکا کہہ رہا ہے۔ قرآن پاک تو رسول خدا کو غنی اور تونگر بتائے اور سنی لوگ رسول خدا کو مفلس اور تہی دست کہیں۔ کیا یہ قرآن کا خلاف نہیں ہے۔ سنئے

اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرماتا ہے ووجدک ضالاً فھدیٰ ووجدک عائلاً فاغنیٰ (ترجمہ) خدا نے تمہیں محبوب پایا۔ پس تم کو ہدایت کردی۔ اور خدا نے تمہیں مفلس پایا تو پھر تمکو غنی کردیا۔ انتہیٰ۔ جس کو خدا نے غنی کیا ہو وہ تہیدست اور مفلس کیونکر کہلا سکتا ہے:۔

پادری صاحب نے شیعہ مناظر کو کہا کہ آپ قرآن مجید کا ترجمہ غلط کر رہے ہیں۔ اس طرح اس آیت کا ترجمہ نہیں جس طرح آپ کر رہے ہیں۔ میرے ہاتھ میں اس وقت قرآن ہے۔ اور میں قرآن کے معانی کو خوب سمجھتا ہوں (ضالاً) کے معنے محبوب کے نہیں جو آپ کر رہے ہیں۔

شیعہ مناظر نے کہا میں ترجمہ صحیح کر رہا ہوں۔ اور قرآن میں بھی اسیطرح ہے:

پادری صاحب نے شیعہ مناظر کے ہاتھ سے قرآن کو چھین لیا۔ اور ترجمہ کو خوب غور سے دیکھ کر فرمایا کہ مجھے بڑا افسوس ہے کہ آپ قرآن کے غلط معنے کر کے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں مسلمانوں کے اتنے بڑے مجمع میں کھڑے ہو کر اور قرآن پاک ہاتھ میں لیکر جھوٹ بولنا اور ترجمہ غلط کرنا یہ دیانتداری کے بالکل خلاف ہے آپ (ضال) کے معنے محبوب کے کرتے ہیں۔ اور قرآن میں اس کا معنے لکھا ہوا ہے (بھٹکا ہوا) اس سے پہلے بھی آپ بہت سی بے اعتدالیاں کر چکے ہیں۔ میں درگزر کرتا رہا ہوں:۔

پھر شیعہ مناظر نے اتنا کہکر پیچھا چھوڑا یا کہ آپ منصف ہیں۔ مناظر نہیں ہیں۔ میں مناظرہ مولوی قطب الدین صاحب سے کر رہا ہوں۔ نہ آپ سے:۔

اس کے بعد شیعہ مناظر نے بخاری شریف کی وہ مشہور حدیث پڑھی جو عموماً شیعہ مجتہد بوقت مناظرہ سنیوں کے سامنے پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر تمام حدیث عربی نہ پڑھی کچھ تھوڑی سی پڑھکر اور وہ بھی گول مول پھر اس کا ترجمہ کر کے سامعین کو سنایا اور تقریر کر کے سمجھایا کہ دیکھو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر نیک اختر سیدہ فاطمہ صلوات اللہ علیہا حضرت ابابکر کے پاس اپنے باپ کا میراث مانگنے کو گئیں اور حضرت ابوبکر نے میراث دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ پغمبر جو چیز چھوڑ مرتے ہیں وہ سب صدقہ ہوتا ہے۔ فاطمۃ الزہرا

حضرت ابوبکر صدیق پر سخت ناراض ہو گئیں۔ اور مرتے دم تک ابوبکر کیساتھ ہمکلام نہ ہوئیں۔ حضرت فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں اور پورے چھ مہینے خلیفہ اول ابوبکر سے ناراضگی کی وجہ سے کلام تک نہ کی:-

اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ میں مروی ہے کہ الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی (ترجمہ) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا انتہی۔ اور صحاح ستہ میں یہ بھی مذکور ہے الفاطمۃ بضعۃ منی یریبنی من ارابہا و یؤذینی من اذاہا (ترجمہ) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ کو تہمت دی اس نے مجھے تہمت دی۔ اور جس نے فاطمہ کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی۔

جب سنیوں کی ایک معتبر کتاب سے ثابت ہو گیا کہ خلیفہ اول ابوبکر رضہ نے جناب فاطمہ کو ناراض کیا تھا۔ اور یہ بھی سنیوں کی کتب معتبرہ میں ہے کہ جناب فاطمہ کا ناراض کرنا رسول خدا کا ناراض کرنا ہے۔ اور رسول خدا کا ناراض کرنا خود خدا کا ناراض کرنا ہے خدا اور اس کے رسول کو ناراض کرنے سے انسان مجرم اور کافر ہو جاتا ہے تو حضرت ابوبکر سیدۃ النساء کو فدک دینے میں کیونکر حق بجانب ہو سکتے ہیں:-

مولانا مولوی محمد قطب الدین صاحب نے بیان فرمایا کہ تمہاری حیوۃ القلوب سے ثابت ہوتا ہے کہ فدک مہر خدیجہ کے عوض سیدۃ النساء کے پاس آیا تھا۔ اور یہ بھی تمہاری کتابوں سے ثابت ہے کہ جناب خدیجہ نے اپنا مہر اپنی گرہ سے ادا کیا تھا۔ تو آپ پہلے اپنی کتابوں کی روایات کے مطابق خیر النساء کا مالک ثابت کریں۔ اور بتائیں کہ وہ کیونکر اپنے آپ کو فدک کا مالک تصور فرماتی تھیں۔ پھر دربار صدیقی میں دعویدار ہوئیں۔ جب تک آپ حق مالکانہ ثابت نہیں کریں گے۔ تب تک آپ کو ہماری کسی کتاب کے پیش کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا:-

اور پھر آپ کا یہ کہنا کہ سنی لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفلس اور تہیدست بتاتے ہیں نہ صرف غلط ہے بلکہ معین کو آپ ایک طریق سے دھوکہ دے

دے رہے ہیں ہیں نے تمام مناظرہ میں شروع سے لیکر اس وقت تک کوئی اپنی کتاب نہیں پیش کی جتنی روایات میں نے پیش کی ہیں شیعوں کی مستند و معتبر کتابوں سے پیش کی ہیں۔ اگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفلس لکھا ہے تو شیعوں نے۔ اور اگر تہیدست بتایا ہے تو شیعوں نے۔ حیوۃ القلوب شیعوں کی کتاب ہے۔ ملا محمد باقر شیعوں کا مانا ہوا مجتہد ہے۔

اس کے علاوہ آپ فرما رہے ہیں کہ فدک میراث نبی تھا۔ جس کی مستحق جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا ہیں۔ اور آپ کی کتابیں اس کے خلاف رہنمائی کرتی ہیں۔ آپکی کتابوں میں لکھا ہے کہ فدک جناب سیدۃ النساء کو میراث میں ملا تھا اپنی ماں خدیجہ اور خالہ ہند کی طرف سے۔ تو آپ پہلے اپنی کتابوں کے اقوال اور روایات میں کوئی صورت تطبیق پیدا کریں پھر کھڑے ہو کر تقریر سنائیں۔ سنئے حیوۃ القلوب کے صفحہ ۵۰۲ پر لکھا ہے۔ پس آیہ نازل شد کہ وآت ذالقربی حقہ۔ حضرت پرسید از جبرائیل کہ ذوی القربی کیست و حق او چیست گفت فدک را بہ فاطمہ بدہ کہ میراث اوست از مادرش خدیجہ و خواہرش ہند دختر ابی ہالہ (ترجمہ) پس آیت وآت ذالقربی حقہ نازل ہوئی حضرت نے جبریل سے پوچھا کہ ذی القربی کون ہے اور اس کا حق کیا ہے۔ جبریل نے کہا کہ فاطمہ کو فدک دیدے کہ یہ اس کا میراث ہے اس کی ماں خدیجہ اور اس کی خالہ ہند سے جو ابو ہالہ کی بیٹی ہے۔ انتہی

جب ثابت ہوا کہ فدک جناب سیدۃ النساء کو ماں اور خالہ کی طرف سے میراث میں ملا تھا تو سب سے پہلے آپ کا یہ فرض تھا کہ آپ ثابت کریں کہ جناب سیدۃ النساء کی ماں اور خالہ فدک کی کیونکر مالک ہوئی تھیں۔ پھر آپ دربار صدیقی میں سیدۃ النساء کا مطالبہ بیان کریں اور غصب وغیرہ کے الزام جناب حضرت ابابکر صدیق رضو پر عائد کریں۔ اور اگر آپ ان دونوں کی ملکیت نہ ثابت کر سکیں اور قیامت تک نہ ثابت کر سکیں گے تو نہ مطالبے کا ذکر کریں اور نہ غصب وغیرہ کے الزامات سے خلیفۂ رسولؐ کو متہم کریں۔

پھر اگر آپ کے بیان کے مطابق مان بھی لیا جائے کہ سیدۃ النساء نے اپنے باپ کا میراث مانگا

تھا تو جناب ابوبکر صدیق کا یہ عذر کرنا کہ پیغمبروں کا ترکہ صدقہ ہوتا ہے اور پسماندگان کے لئے میراث نہیں ہوتا بالکل صحیح۔ اور حدیث صحیح کے عین مطابق ہے۔ یہ حدیث صرف بخاری ہی میں نہیں۔ آپ کی صحاح اربعہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ سنئے اصول کافی صکا پر ہے حدثنی محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن عیسی عن محمد بن خالد عن ابی البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذالک ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشی منہا فقد اخذ حظا وافرا الحدیث (ترجمہ بحذف الاسناد) ابو البختری کہتا ہے کہ فرمایا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔ اسلئے کہ انبیاء درہم اور دینار کا کسی کو وارث نہیں کرتے۔ وہ اپنی احادیث ہی کا وارث کرتے ہیں۔ پس جس نے ان احادیث میں سے جو کچھ حصہ لیا تو اس نے بہت بڑا حصہ لیا۔ انتہی

معلوم ہوا کہ یہ عذر شرعی جناب ابوبکر صدیق نے گھر سے نہیں گھڑا تھا۔ بلکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا تھا۔ اگر رسول خدا نے نہ فرمایا ہوتا تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام بھی اس کو روایت نہ فرماتے۔

پھر آپ کا یہ کہنا کہ صحاح ستہ وغیرہ میں لکھا ہے الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی تو اس کا مختصر جواب یہ ہے۔ کہ حدیث میں لفظ (اغضبہا) ہے۔ یہ فعل متعدی ہے لازم نہیں۔ اس کے معنے ہیں۔ جس نے فاطمہ کو ناراض کیا۔ تو اس نے مجھے ناراض کیا۔ ناراض کرنا اور چیز ہے۔ اور ناراض ہونا اور چیز ہے۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو ناراض نہیں کیا۔ وہ خود بخود ناراض ہو گئیں۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف حدیث ہی پڑھکر سنائی ہے۔ اور عذر شرعی سے آپ کو جواب دیا ہے۔ اس پر جناب فاطمہ اگر بہ تقاضائے بشریت ناراض ہو جائیں تو اس میں خلیفہ اول کا کوئی قصور نہیں (اعیاذاً باللہ) پھر غور کریں۔ ہاں اگر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے مطالبے کا (اعیاذاً باللہ) کوئی ایسا جواب دیتے جو خلاف شرع ہونیکی وجہ سے ناموزوں ہوتا تو البتہ (فقد اغضبنی) کا وعید آنجناب پر عائد ہو سکتا تھا:۔

اس کے علاوہ یہ تو بتایئے کہ یہ الفاظ الفاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا فقد اغضبنی کس وقت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ مبارک سے نکلے ہیں۔ اور اس حدیث شریف کا دراصل محل ورود کون شخص ہے۔ تاکہ سامعین کو علم ہو جائے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیوں اور کب اس حدیث کو بیان کرنے کی ضرورت واقع ہوئی "

سنئے میں بتائے دیتا ہوں ابو جہل بن ہشام کی ایک لڑکی تھی۔ نہایت خوبصورت اور شکیلہ۔ جناب علے کرم اللہ وجہہ کو اس کے ساتھ پہلے سے محبت تھی۔ آپ نے اس کے ساتھ نکاح کرنیکا ارادہ کر لیا۔ جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کو اس کا علم ہوا تو آپ سخت ناراض ہوئیں آپ نے منع فرمایا۔ مگر جناب علے کرم اللہ وجہہ اپنے خیال اقدس میں ثابت قدم رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک شکایت پہنچی۔ آپ اس وقت مسجد میں تشریف لائے آدمی بھیجکر تمام مہاجرین اور انصار کو بلایا۔ منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا۔ خدا کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا مسلمانو! علی ابن ابی طالب میری بیٹی فاطمہ پر ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کرنا چاہتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوں اور نہ میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔ ہاں الا ان یطلق ابن ابی طالب ابنتی وینکح ابنتہ فانہا بضعۃ منی یریبنی من ارابہا ویوذینی من اذاہا (ترجمہ) ہاں میں تب اجازت دونگا جب ابی طالب کا بیٹا پہلے میری بیٹی کو طلاق دیدیوے پھر ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کر لیوے ورنہ نہیں۔ اسلئے کہ فاطمہ میرے جگر کا پارہ ہے جس نے اسکو تہمت دی۔ اس نے مجھے متہم کیا۔ اور جس نے فاطمہ کو دکھ دیا اس نے مجھے دکھ دیا۔

جناب فاطمہ کا ناراض ہونا یہاں بھی ثابت ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ معاملہ اس معاملہ سے بمدارج بڑھکر ہے۔ یہ واقعہ رسول خدا کی زندگی میں ہوا ہے اور وہ بعد از وفات۔ یہ واقعہ ذات فاطمہ اور ذات رسول سے تعلق رکھتا ہے۔ اور وہ مال کے ساتھ متعلق ہے۔ اگر جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ باوجود سخت ناراض کرنے کے وعید میں داخل نہیں ہوتے تو جناب ابو بکر صدیق رض بھی وعید سے باہر ہیں۔ ایمان سے پھر غور کریں :۔

مولوی فیض محمد شیعہ مناظر اٹھے اور کہا کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ انبیا کا مال متروکہ بعد از

وفات صدقہ ہوتا ہے۔ تو رسول خدا کی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ مکانات وغیرہ سب صدقہ ہونگے۔ اور صدقہ پیغمبروں پر حرام ہوتا ہے۔ تو جو کفن رسول خدا کو دیا گیا وہ بھی صدقہ ہونیکی وجہ سے حرام ہوا۔ اور پھر جہاں آپکو دفن کیا گیا۔ وہ جگہ بھی صدقہ اور خیرات ہونیکے باعث حرام ہوئی۔ تو کیا حضور کو حرام کفن پہنا کر زمین میں دفن کیا گیا ہے؟

اس کے علاوہ جناب سلیمان علیہ السلام اپنے باپ حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے۔ قرآن مجید میں ہے و ورث سلیمان داؤد (ترجمہ) سلیمان علیہ السلام وارث ہوئے داؤد علیہ السلام کے۔ تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر جناب فاطمۃ الزہرا کس قانون سے اپنے باپ کے میراث سے محروم کر دیگئی۔ حالانکہ اللہ عزوجل قرآن مجید میں فرماتا ہے یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (ترجمہ) مسلمانو! اللہ تمکو تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکوں کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ دیا کرو۔ یہ حکم عام ہے۔ ہر مسلمان کو شامل ہے۔ کوئی مسلمان اس آیت سے مستثنیٰ نہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمان بلکہ مسلمانوں کے سردار اور نبی ہیں تو ان کو بھی یہ حکم شامل ہوگا۔ جب دوسرے مسلمانوں کی لڑکیاں اپنے اپنے باپ کے مال متروکہ کی شرعاً وارث ہیں تو دختر نبی بھی اپنے باپ کی وارث ہوگی۔ تو پھر ان کو کیوں ایک معمولی عذر کر کے محروم پھیر اگیا۔ اور قرآن پر عمل نہ کیا گیا:-

مولوی محمد قطب الدین صاحب اٹھے اور فرمایا آپ میری تقریر کو غور سے نہیں سنتے اور اگر سنتے ہیں تو اسکو پورے طور پر سمجھتے نہیں ہیں۔ میں نے جتنی روایات شیعہ کتب سے پیش کی ہیں۔ آپ نے ان میں سے کسی ایک کا جواب بھی نہیں دیا۔ آپ پہلے میرے اعتراضات کا جواب دیں۔ تب میرے اوپر اعتراض کریں۔

فدک کے متعلق ذکی کتابوں میں مختلف روایات ہیں۔ کسی روایت میں لکھا ہے کہ فدک میراث نبی تھا۔ اور کسی روایت میں مذکور ہے کہ فدک خدیجۃ الکبریٰ کے مہر میں سیدۃ النساء کو ملا تھا۔ اور کسی روایت میں ہے کہ فدک خاتون جنت کو میراث ملا تھا اپنی ماں اور خالہ کی طرف سے۔ اور کسی روایت میں ہے کہ فدک رسول خدا نے اپنی بیٹی کو ہبہ کر دیا

ہوانتھا۔ آپ نے ان پراگندہ اور مختلف اقوال ہیں کوئی تطبیق نہیں دی۔

پھر جتنے اعتراضات آپ نے لانورث ماترکناہ صدقہ پر کئے ہیں۔ وہ سب اعتراضات آپ پر بھی عائد ہوتے ہیں۔ جیسے یہ حدیث سنیوں کی کتابوں میں ہے۔ ویسے شیعوں کی کتابوں میں بھی ہے۔ اگر بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو محمد بن یعقوب کلینی نے بھی اس کو روایت کیا ہے۔ اگر جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث مذکور کے ساتھ استدلال کیا ہے۔ تو جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی اس حدیث کو صحیح اعتقاد کر کے روایت کیا ہے۔ رسول خدا کے کفن اور مدفن کے متعلق جو آپ جواب دیں گے۔ وہی ہمارا جواب سمجھ لیں:۔

ہاں اگر جوابات معلوم کرنیکی غرض سے آپ نے یہ اعتراضات کئے ہیں تو سنئے میں جواب عرض کئے دیتا ہوں۔ جسطرح انبیا علیہم السلام کا مال بعد از وفات صدقہ ہوتا ہے۔ بعینہ اسی طرح پیغمبروں کے سوا باقی لوگوں کا مال مرنے کے بعد میراث ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ میراث اس مال متروکہ کو کہتے ہیں۔ جو تجہیز و تکفین سے نیز تدفین اور قضاء دین سے بچ جائے۔ اور جو مال ان چار ضرورتوں میں صرف ہو جائے وہ میراث نہیں کہلاتا۔ اور نہ وارثوں کا اس مال کیساتھ کوئی تعلق ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پیغمبروں کے اس مال متروکہ کو صدقہ کہتے ہیں جو ان چار ضرورتوں سے بچ رہتا ہے۔ اور جو مال پیغمبروں کی تجہیز و تکفین میں یا تدفین اور قضاء دیون میں صرف ہوتا ہے اس کو صدقہ نہیں کہتے:۔

اور آیت ورث سلیمان داؤد سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے ہیں۔ اور اتنا ثبوت آپ کو مفید نہیں۔ آپ کو یہ آیۃ اس وقت مفید ہو سکتی ہے۔ جب اس سے ثابت ہو جائے کہ سلیمان علیہ السلام اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے مال متروکہ کے وارث بنے۔ اور یہ قرآن پاک سے ثابت نہیں ہوتا۔ [illegible] پیغمبروں کے میراث اور وارثوں سے نہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو انکار ہے [illegible] علامۂ بخاری کو۔ اور نہ اور کسی اہل سنت والجماعت کو انکار ہے۔ اگر انکار ہے تو [illegible] کا ہے۔ کہ پیغمبروں کا میراث مال نہیں ہوتا اور پیغمبروں کے وارث مالی کر[illegible]

سلیمان علیہ السلام بھی داؤد علیہ السلام کے مال کے وارث نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ ان کے علم کے

ان کی بنوت کے وارث ہوئے تھے۔ اصول کافی کے صٓ ۱۳۱ پر ہے حدثنی احمد بن ادریس

عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان بن یحیٰی عن شعیب الحداد عن ضریس

الکناسی قال کنت عند ابی عبد اللہ علیہ السلام وعندہ ابو بصیر فقال ابو

عبد اللہ علیہ السلام ان داؤد ورث علم الانبیاء۔ وان سلیمان ورث داؤد

وان محمدا ورث سلیمان۔ وانا ورثنا محمدا وان عندنا صحف ابراھیم والواح موسیٰ

فقال ابو بصیر ان ھذا ھو العلم (ترجمہ بحذف الاسناد) ضریس کناسی کا بیان ہے کہ

کہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا اور اس وقت ابو بصیر بھی حضرت امام کے

پاس تھے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا تحقیق داؤد علیہ السلام پیغمبروں کے علم کے وارث

ہوئے تھے۔ اور سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کا وارث ہوا۔ اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سلیمان علیہ السلام کے وارث ہوئے۔ اور ہم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے وارث ہوئے۔ ہمارے پاس ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے اور موسیٰ علیہ السلام کی تختیاں

ہیں۔ پس ابو بصیر نے یہ سن کر کہا کہ اس میں شک نہیں کہ وہ میراث یہی علم ہی ہے :۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پیغمبروں کا میراث بھی ہوتا ہے اور ان کے وارث

بھی ہوتے ہیں۔ مگر مال کے وارث نہیں ہوتے۔ علم اور بنوت کے وارث ہوتے ہیں۔ دوازدہ

آئمہ بھی رسول خدا کے علم کے وارث ہیں جیسے خود جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرمارہے ہیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ولقد اتینا داؤد و سلیمان علما۔ (ترجمہ) ہم نے

داؤد علیہ السلام کو دین و دنیا کا علم عنایت کیا :۔

آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین اور آیت

فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع۔ دونوں میں مسلمانوں کو خطاب

کہ پہلی آیت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوجہ مسلمان ہونے کے شامل ہے۔ تو

اللہ کو ملا شامل ہوگی۔ حالانکہ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ دوسری آیت کے حکم سے

خدا کی طرف ۔۔ وآلہ وسلم مستثنیٰ ہیں۔ چار عورتوں سے زیادہ کو نکاح کرنا باقی مسلمانوں کے

لئے حرام ہے۔ اور رسول خدا کے لئے حرام نہیں تھا۔ آپ کی نو بیبیاں تھیں۔ اسی طرح یوصیکم اللہ فی اولادکم میں باقی مسلمانوں کی اولاد کے لئے یہ حکم ہے۔ علے ہذا القیاس۔ آیت صدقات میں سے بھی رسول خدا کی اولاد مستثنےٰ ہے۔ آپ کی اولاد پر صدقہ حرام ہے :۔

شیعہ مناظر نے کہا کہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع۔ رسول خدا کو بھی شامل ہے۔ آپ اس آیت سے مستثنےٰ نہیں ہیں۔ رہا رسول خدا کے لئے چار سے زیادہ عورتوں کا حلال ہونا وہ دوسری آیت سے ثابت ہے۔ اللہ فرماتا ہے

یاایہا النبی انا احللنا لک ازواجک الاتی آتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک و بنات عمک و بنات عماتک و بنات خالک و بنات خالاتک اللاتی ھاجرن معک و امراۃ مومنۃ ان وھبت نفسھا للنبی ان اراد النبی ان یستنکحھا خالصۃ لک من دون المومنین :۔

مولوی صاحب اٹھے اور فرمایا کہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ آپ قرآن سے واقف نہیں اور مجھے ایک ان پڑھ ذاکر سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ سنئے اور غور سے سنئے فانکحوا ما طاب لکم من النساء الآیۃ۔ رسول خدا اس آیت کے حکم میں قطعاً داخل نہیں ہیں۔ رسول خدا کے سوا باقی تمام مسلمان اس حکم کے مکلف ہیں۔ حضور کی ذات ستودہ صفات اس حکم سے مستثنےٰ ہے۔ میں تمام آیت پڑھ کر اس کا ترجمہ کئے دیتا ہوں پھر حاضرین خود سمجھ لیں گے کہ اس آیت کا مضمون سرورِ کائنات پر منطبق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ ترجمہ سننے کے بعد طفل مکتب بھی کہہ اٹھے گا۔ کہ رسول خدا کی ذات بابرکات اس حکم اور خطاب سے بالاتر ہے۔ سنئے چوتھے پارہ میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و رباع۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنی الا تعولوا وآتوا النساء صدقاتھن نحلۃ۔ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ھنیئا مریئا

(ترجمہ) اور اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف قائم نہ رکھ سکو گے تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کر لو۔ پھر اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ کئی بیبیوں میں برابری کے ساتھ برتاؤ نہ کر سکو گے تو اس صورت میں ایک ہی بی بی

اپنے قی

کرنا یا جو لونڈی تمہارے قبضہ میں ہو اس پر قناعت کرنا۔ نامنصفانہ برتاؤ سے بچنے کے لئے یہ تدبیر زیادہ
ترقرین مصلحت ہے۔ اور عورتوں کو ان کے مہر خوشدلی کے ساتھ دے ڈالو۔ پھر اگر وہ خوشدلی
کے ساتھ اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اس کو رچتا پچتا سمجھ کر مزے سے کھاؤ۔

اس آیت میں سے (ان خفتم ان لا تقسطوا) کا فقرہ پھر (فان خفتم ان لا تعدلوا) کا فقرہ
پھر (ذلک ادنی ان لا تعولوا) کا فقرہ صاف بتا رہا ہے کہ آیت کے خطاب سے رسول خدا مستثنےٰ ہیں۔ یہ حکم
اور یہ خطاب صرف باقی مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس کے علاوہ تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق
ہے کہ یہ آیت مخصوص بالامت ہے :۔

باقی رہی آیت یا ایھا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن
ہم بھی مانتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ مخصوص ہے۔ اور کسی کو اس میں کلام
نہیں۔ آپ کسی تفسیر سے یہ امر ثابت کریں کہ آیت سابقہ کے خطاب اور حکم میں رسول خدا بھی شامل ہیں
شیعہ مناظر بار بار خالصۃ لک من دون المومنین کا اعادہ اور تکرار کرتا تھا اور منہ پھاڑ
پھاڑ کر کہتا تھا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چار سے زیادہ عورتوں کا نکاح میں جمع کرنا
اس آیت سے ثابت ہے اور خالصۃ لک کا لفظ اس پر مشعر ہے

مولانا صاحب نے فرمایا گو یہ خالصۃ لک من دون المومنین کا تعلق وامراۃ
مومنۃ ان وھبت نفسھا کیساتھ ہے۔ اور مفسرین نے اسی طرح لکھا ہے۔ لیکن اگر تمام
آیت کیساتھ بھی تعلق ہو تو بھی مجھے مضر نہیں۔ میں بھی مانتا ہوں کہ چار سے زیادہ عورتوں کا حلال ہونا
رسول خدا کے لئے اس آیت سے ثابت ہے۔ مگر اس وقت مسئلہ زیر بحث یہ ہے۔ کہ آیا فانکحوا
ما طاب لکم من النساء میں جو خطاب ہے۔ دیگر مسلمانوں کی طرح رسول خدا کو بھی شامل ہے
یا نہیں۔ آپ اس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے رہے ہیں :۔

پادری صاحب نے مولوی محمد قطب الدین صاحب سے دریافت کیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں
کہ فدک کیسی جائداد ہے۔ اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں اس جائداد کی
آمدنی کو کس طرح صرف کیا جاتا تھا۔ اور کون صرف کرتا تھا۔

مولانا صاحب نے فرمایا کہ فدک ایک بستی کا نام ہے۔ مدینہ شریف سے تین منزل

(بقیہ صفحہ ۲ – [illegible])

مالدار دوست واحباب میں تقسیم کرین اور ایک حصہ اپنے لیئے رکھلین، قربانی[18] کے جانور سے کام لینا مکروہ ہے۔ قربانی[19] کی کھال اور جھول کو بیچکر خیرات کردینا چاہیئے، یا اسکی کھال سے کوئی چیز اپنے استعمال کے لیئے بنوالین۔ قصاب[20] کی اُجرت اپنے پاس سے دینا چاہیئے۔ جن[17] لوگون پر قربانی واجب ہے اگران کو میعاد کے اندر کوئی جانور نہ ملے یا کسی اور وجہ سے وہ قربانی نہ کرسکین تو وہ قیمت خیرات کردینا چاہیئے۔ جن[19] لوگون پر قربانی واجب ہو ان کو مستحب یہ ہے کہ یکم ذیحجہ سے ناخن اور بال وغیرہ کے ترشوانے سے پرہیز کرین، پھر دسوین ذیحجہ کو بعد قربانی ناخن وغیرہ ترشوائین۔ قربانی[20] اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے اور اگر کسی دوسرے کو اپنا قائم مقام کردے تو یہ بھی درست ہے۔ عورت[21] بھی قربانی کرسکتی ہے۔ (فتح الباری) اگر قربانی کے جانور کے پیٹ سے بچہ نکلے تو اسکو بھی ذبح کردینا چاہیئے۔

عرفہ کے روز روزہ رکھنے کے فضائل بھی بہت وارد ہوئے ہین ایک حدیث مین ہے کہ جو شخص عرفہ کو روزہ رکھے گا اسکے ایک سال آگے کے اور ایک سال پیچھے کے گناہ معاف ہوجاوین گے (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

قربانی کا طریقہ جانور کو قبلہ رو داہنے پہلو پر لٹا کر اپنا پیر اسکے رُخسارے پر رکھ لے اور تیز چھری سے بسرعت اسکو ذبح کردے، اور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھتا جائے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَمِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فقط

(نوٹ) (۱) جو اپیل آخری صفحہ پر شائع ہورہی ہی ہمدردان انجم ذرا غور سے پڑھین، میری پرزور استدعا ہی کہ جلد سے جلد انجم کی اشاعت دوہزار ہوجانا چاہیئے، آپ حضرات کی کوشش چاہیئے، دوہزار جدید خریدار مہیا کردینا کوئی اہم بات نہین ہی۔ (۲) جو حضرات سالانہ چندہ روانہ کرین وہ اپنے قیدک نمبر کا ضرور حوالہ دین تاکہ دفتر کو کسی قسم کے وقت نہ پیش آئے۔ نیازمند ناظم انجم لکھنؤ۔

قابل توجہ ہمدردان النجم

اے کہ امید بھی مے طلبی از ایام
خوشتر ان است کہ ہر روز بتر می بنیم

گذشتہ چند سال سے النجم جس ابتلا اور نوائب کے دور سے گذر رہا ہی اگر ناظرین اور ہمدردان النجم کے سامنے اُن واقعات مصائب اور زیر باریون کو پیش کیا جائے تو یقیناً ہر دردمند کی آنکھ آنسو بہائے بغیر نہ رہیگی ہماری مجبوریون اور آپکی کوتاہیون نے آج مجھے یہ کہنے پر مجبور کیا کہ مین آپ سے کسی قسم کی اپیل کرون النجم کی اشاعت کو جو ناقابل تلافی صدمہ اس سال پہونچا اور پہونچ رہا ہی اسکے قلق اور صدمہ کو کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہین جنکا ہرا بھرا گھر انکی نظرون کے سامنے اُجڑنے لگے یا کوئی پھولا پھلا باغ نذر آتش کردیا جائے۔

سب سے بڑی دو مصیبتین ایسی اس وقت درپیش ہین جنکا ازالہ آپکے اختیار مین ہی اور یقیناً یہی دو مصیبتین تمام اُن بدنظمیون اور تخریبات کی اصل اُصول ہین۔ (۱) اشاعت النجم کی قلت (۲) ہمدردون اور قدردانونکی بے توجہی گو یہ دونون مصیبتین نہایت مفصل تفسیرون کی محتاج ہین لیکن دنیا جانتی ہی کہ النجم کی اشاعت سے نہ النجم کو کوئی ذاتی منفعت کی طمع ہی اور نہ حضرت مدیر النجم مدظلہ کو اس سے کسی قسم کی آمدنی بلکہ ہمیشہ دیکھا یہ جاتا ہی کہ سال کے آخر مین کچھ اپنی ہی ذات سے دینا پڑتا ہی۔ اشاعت کی قلت ہی ایک ایسی چیز ہی کہ اگر النجم کی قدردان اسکی طرف توجہ فرمائین تو مجھے کامل توقع ہی کہ بہت جلد النجم کے تمام بدنظمیان دور ہوجاوینگی اور مستقبل قریب ہی مین النجم اپنی ساعیون کی مساعی کا بہترین اور خوشگوار پھل لانے لگے گا۔

اسکے لیئے ضرورت ہی کہ آپ تمام اصحاب نہایت مستعدی کے ساتھ النجم کی توسیع اشاعت مین حصہ لین اور ربیع الاول تک دو ہزار کی خریدارونکی مجوزہ تعداد پوری کردین، ہندوستان مین کسلمان اور خصوصاً اہل سنت و جماعت کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی مشکل بات نہین ہی کہ النجم اپنی اشاعت دو ہزار کرادے کیا النجم کی خدمات کا نتیجہ یہ اعتراف یہی ہونا چاہیئے کہ اسکی اشاعت گنتی کے چند سینکڑون پر ختم ہوجائے؟ واقعی اگر آپ النجم کی اشاعت کو کار آمد اور مسلمانان ہند کیلیئے مفید سمجھتے ہین تو یقیناً آپ کو النجم کیلیئے دو ہزار جدید خریدار فوراً مہیا کردینا چاہیئین ابھی نوین سال کا آغاز ہونیوالا ہی اسوقت نہ صرف آپ اپنا وی پی وصول کرین بلکہ توسیع اشاعت مین جان توڑ کوششین کرین اور دو ہزار کی اپیل بکمل کرکے النجم کو ناگفتنی مصائب و آفات سے نجات دلاکر اسکی بدنظمیون اور طباعت و کتابت کی خرابیون کو دور فرمایئے ورنہ مجھے اندیشہ ہی کہ کہین النجم کا چمکتا اور منور ستارہ فنا کے گھاٹ نہ اتر جائے۔ والسلام آپ کا ادنیٰ خادم۔ ناچیز ناظم النجم لکھنو۔